Fikr-o-Nasar (Islamabad) 22:3 (1985)

طبقات نگاری کا آغاز و ارتقاء

ڈاکٹر طفیل ہاشمی

طبقات ــ لغوی مفہوم

طبقات ، طبقة کی جمع ہے۔ یہ لفظ اسم مکان اور اسم زمان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسم مکان کے لیے استعمال ہو تو اس کے معنی ہیں : ایک جیسے ، ایک دوسرے کے اوپر واقع ۔ ابن منظور لکھتا ہے :

الطبق : غطاء کل شئی ، والجمع أطباق ، وطبق کل شئی : ما ساواہ (۱)

قرآن حکیم کی آیت : الم تروا کیف خلق اللہ سبع سمٰوات طباقا (۲) میں طباق کا معنی الزجاج اور اللیث نے مطبق بعضها علی بعض کیا ہے۔ طباق میں سے ہر ایک کو طبق یا طبقة کہتے ہیں (۳) ۔ طبقات العین سے مراد آنکھ کے اوپر تلے کے پردے ہیں (۴) ۔ اور اگر یہ لفظ اسم زمان کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس کی معنی نسل کے ہیں ابن الاعرابی کے مطابق : الطبق : الأمة بعد الأمة اور الاصمعی الطبق (بالکسر) کا معنی الجماعة من الناس بتاتا ہے اور ابن منظور نے

طبقات الناس کا معنی کل طبقة طبقت زمانها کرکے لغوی معنی سے اس کی مطابقت بیان کر دی (۵) ۔

لغت نویس اس کا مرادف قرن بتاتے ہیں (۶) اور „ اذا مضی عالم بداقرن “(۷) کا مفہوم اذا مضی قرن ظہر قرن کیا گیا ہے (۸) ۔ طبقہ اور قرن کی مدت زمانی کی تعیین میں متعدد اقوال منقول ہوئے ہیں ، ابن عبدالبر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں : القرن مائة وعشرون سنة (۹) ۔ فیروز آبادی اور ابن منظور نے طبقہ کی مدت بیس سال بتائی ہے لیکن مؤخر الذکر نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا : ویقال : مضی طبق من النہار وطبق من اللیل ای ساعة ،وقیل ای معظم منه(۱۰) ۔ طبقاتی ادب میں بھی دقت تعین سے اس کی مدت طے نہیں کی گئی تاہم بالعموم طبقہ سے مراد ایک علمی یا معاشرتی مرتبہ کے لوگ یا ایک نسلی درجہ کے افراد ہوتے ہیں ۔ چنانچہ کتب طبقات مثلاً طبقات المحدثین ، طبقات الشعراء ، طبقات الاطباء وغیرہ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں محدثین ، شعراء اور اطباء کا نسلاً بعد نسلٍ یا رتبةً بعد رتبةٍ ذکر ہے۔ ایک زمانے سے متعلق لوگ بالعموم ایک طبقے میں شامل ہوتے ہیں ۔

قرآن و حدیث میں تصور طبقات کی اساس :

تصور طبقات کی اساس قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں تلاش کی جا سکتی ہے :

۱ ۔ والسبقون الأولون من المہٰجرین والأنصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم و رضوا عنه (۱۱) ۔ اس آیت نے مہاجرین و انصار میں سے سابقین و اولین اور ان کے اتباع میں داخلی درجہ بندی کی طرف

اشارہ کیا ہے۔

۲ ۔ لایستوی منکم من أنفق من قبل الفتح وقتل ، اولئک أعظم درجة من الذین أنفقوا من بعد وقتلوا (۱۲) ۔ اس آیت نے فتح مکہ سے پہلے اور بعد کے طبقات میں واضح خط امتیاز کھینچ دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث میں بھی یہ امتیازات موجود ہیں مثلاً :

۱ ۔ ان اللہ قد اطلع علی قلوب اھل بدر فقال لہم : اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم (۱۳) ۔

۲ ۔ لن یلج النار أحد شہد بدرا او الحدیبیة (۱۴)۔

۳ ۔ لا یدخل النار احد من بایع تحت الشجرة (۱۵)) ۔

۴ ۔ لاھجرة بعد الفتح (۱۶) ۔

۵ ۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (۱۷) ۔

ابن عبدالبر نے انہی آیات و روایات کی بنیاد پر صحابہ کے درج ذیل طبقات متعین کیے ہیں (۱۸) ۔

۱ ۔ ہجرت مدینہ سے پہلے کے مسلمان ۔

۲ ۔ ہجرت کے بعد اور غزوۂ بدر سے پہلے کے مسلمان ۔

۳ ۔ غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ کے مسلمان ۔

۴ ۔ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان ۔

۵ ۔ فتح مکہ کے بعد کے مسلمان ۔

ابن سعد نے بھی تقریباً اسی اساس پر طبقات کی تقسیم کی ہے (۱۹)۔

کتب طبقات کی تدوین کا مقصد

اسلام کے بنیادی مآخذ میں حدیث کی اہمیت محتاج وضاحت نہیں ۔ حدیث دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے : متن اور سند ۔ حفاظ

حدیث احادیث کے متون کو مع اسانید حفظ کرتے تھے اور راویوں کے حالات ، تاریخ ولادت و وفات اور کن کن لوگوں سے ان کی ملاقات اور سماع ثابت ہے یہ سب امور لکھ لیے جاتے تھے تاکہ ہر راوی کے صدق و کذب کا جائزہ لیا جا سکے ۔ اسی لیے علم اسماء الرجال کو نصف علم حدیث قرار دیا گیا ہے اور باقی نصف متون حدیث کو (۲۰) چوں کہ قرآن حکیم نے بدون تحقیق کسی بات کو مان لینے سے منع فرمایا ہے :

یآ أیہا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا أن تصیبوا قوماً بجہالة فتصبحوا علی ما فعلتم نٰدمین (۲۱) ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت حدیث میں احتیاط کا حکم ان الفاظ میں دیا :

من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار (۲۲) ۔

اس امر کے پیش نظر علماء اسلام اور بالخصوص محدثین نے اسناد کو بہت اہمیت دی ۔ ابن مبارک کہتے ہیں : الاسناد من الدین، لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء (۲۳) . نیز انہوں نے کہا : جو شخص بغیر اسناد کے دینی امور پر بات کرتا ہے گویا وہ بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا چاہتا ہے (۲۴) ۔ سفیان ثوری کہتے ہیں : اسناد اہل ایمان کا ہتھیار ہے، وہ شخص کیسے لڑ سکتا ہے جس کے پاس ہتھیار نہ ہو (۲۵) ۔ اور امام شافعی کہتے ہیں : اسناد کے بغیر احادیث جمع کرنے والا رات کو لکڑیاں اکٹھی کرنے والے کی طرح ہے عجب نہیں بے خبری میں ایسا گٹھا اٹھالے جس میں سانپ ہو (۲۶) ۔ چنانچہ اسناد کی جانچ پرکھ کے لیے فن جرح و تعدیل وجود میں آیا جس کی بدولت بقول سپرنگر پانچ لاکھ افراد کے حالات محفوظ ہو گئے (۲۷) ۔ سب سے پہلے رواۃ کی جرح و تعدیل پر یحیی بن سعید

القطان (م ۱۹۸ ھ ۔ ۸۱۳ء) نے کتاب لکھی (۲۸) اور ان کے بعد بکثرت اس موضوع پر کتابیں لکھی گئیں ۔

اسماء الرجال کے فن کو باضابطه اور سہل المأخذ بنانے کے لیے طبقات الرجال کے فن کا ظہور ہوا ۔ علوم الحدیث میں طبقات کے مفہوم کو محدود کرکے زیادہ صحت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ کسی ایک طبقے میں وہ لوگ شامل هیں جنھوں نے احادیث ان اشخاص کی زبانی سنی ہوں جو ان سے پہلے طبقے میں تھے اور جنھوں نے ان احادیث کو اپنے بعد والے طبقے کے لوگوں تک پہنچایا ہو ۔

سیوطی لکھتے هیں :

الطبقة فی اللغة القوم المتشابهون وفی الاصطلاح قوم تقاربوا فی السن والاسناد او فی الاسناد فقط (۲۹)۔

علم طبقات کے ذریعه یه معلوم ہوتا ہے که راوی جس شخص سے روایت کر رہا ہے اس سے کبھی ملا بھی ہے یا نہیں اور اگر نہیں ملا تو یا تو جھوٹ بول رہا ہے یا ارسال (۳۰) کر رہا ہے۔ اسی سے سند میں انقطاع (۳۱) ، عضل (۳۲) اور تدلیس (۳۳) کا پته چلتا ہے۔ محدثین اور فقہاء نے طبقات سے متعلق اپنی تالیفات میں جس امر کا لحاظ رکھا ہے وہ یا تو یه ہے که راویوں کے تذکرے ان کے سنین وفات کے لحاظ سے کرتے هیں یا اس طرح که مثلاً یوں کہتے هیں که امام شافعی سے استفادہ کرنے والوں میں پہلا طبقه ان لوگوں پر مشتمل ہے جن کی وفات ۲۰۰ ھ سے ۲۲۰ھ کے درمیانی عرصه میں ہوئی اور دوسرے طبقه میں وہ لوگ هیں جن کی وفات ۲۲۱ ھ سے ۲۴۰ھ کے درمیانی عرصه میں ہوئی وعلی ھذالقیاس ۔ اس سے ان کا مقصد یه ہوتا ہے که

استاذ کے بعد اس کے تلامذہ کا ذکر ہو اور بعض معاصرین کا بعض کے ساتھ ذکر کیا جائے کہ اس طور پر ایک دوسرے سے ان کی ملاقات کی بابت علم ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں سے روایت اخذ کی یا اخذ نہیں کی - پھر اسی پر سند کے اتصال اور عدم اتصال کی بنیاد رکھی جاتی ہے (۳۴) -

علم طبقات کے ذریعہ ہر راوی کے بیان کردہ سلسلۂ سند کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے - کسی شخص کی روایت اس کی علمی جلالت اور بلند مرتبہ کے باعث قبول نہیں کی جاتی - حماد بن زید کہتے ہیں : کذابین کے خلاف کوئی چیز اتنی کارگر نہیں جتنی تاریخ - اس شخص سے جب پوچھا جائے کہ آپ کا سن ولادت کیا ہے، وہ بتا دے اور اس کے بعد اس کے شیخ (مروی عنه) کا سن وفات بھی معلوم ہو تو اس کا سچ جھوٹ پہچان لینا آسان ہے - اسماعیل بن عیاش نے ایک شخص سے امتحاناً پوچھا : تم نے خالد بن معدان سے کس سن میں حدیث سنی ؟ اس نے جواب دیا : ۱۱۳ھ میں - اس پر انہوں نے کہا : اچھا تو آپ کا کہنا یہ ہے کہ آپ نے ان کے مرنے کے سات سال بعد ان سے حدیث سنی - ابوبکرؒ احمد بن علی الخطیب بغدادی (م ۳٦۲ ھ - ۱۰۷۰ء) نے عبدالملک بن حبیب (م ۲۳۸ ھ - ۸۵۳ء) کو مالک بن انس (م ۱۷۹ھ - ۷۹۵ء) سے روایت کرنے والوں میں درج کیا ہے (۳۵) حالانکہ امام مالک کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ سال تھی اور وہ اندلس کے شہر البیرہ میں تھے (۳٦) -

صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہے کہ معلی بن عرفان نے کہا کہ ابو وائل شقیق بن سلمہ نے مجھ سے بیان کرتے ہوئے کہا : "صفین میں ابن مسعود ہمارے مقابلے میں آئے" - اس پر ابونعیم الفضل بن دکین

نے جو معلی سے روایت کرتے ھیں کہا : کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے (۳۷) ۔ کیوں کہ ابن مسعود شہادت عثمان سے تین سال قبل ۳۲ھ یا ۳۳ ھ میں فوت ہوئے اور جنگ صفین اس کے دو سال بعد حضرت علی کے دور خلافت میں ہوئی ۔ پس یہ ممکن نہیں کہ ابن مسعود صفین میں ان کے مقابل آئے ہوں۔

السخاوی نے اس طرح کے متعدد واقعات لکھے ھیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علم طبقات کے ذریعے کس طرح راویوں کے دجل یا سوء حفظ یا تدلیس کی نشان دھی ہوتی ہے (۳۸) ۔

علم طبقات کے ذریعہ ان غلطیوں کا بھی پتہ لگ جاتا ہے جو ہم نام اشخاص کے سلسلے میں واقع ہوتی ھیں بایں طور کہ ایک کی بات دوسرے کے پلے ڈال دی جائے جب کہ دونوں میں سے ایک کی پیدائش دوسرے کی وفات کے بعد ہو مثلاً احمد بن نصر بن زیاد الہمدانی جنہوں نے ۳۱۷ ھ ـ ۹۲۹ ء میں وفات پائی ان کی بابت یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ احمد بن نصر الداؤدی ھیں جن کی وفات ۴۰۲ھ ـ ۱۰۱۱ء میں ہوئی ۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں ھیں (۳۹) ۔

علم طبقات کے ذریعے جعلی تحریروں کی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جس شخص کی طرف یہ تحریر منسوب ہے یہ اس کی ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ بعض یہودیوں نے ۴۴۷ھ ـ ۱۰۵۵ ء میں القائم بامر اللہ (۴۲۲ ـ ۴۶۷ ھ ـ ۱۰۳۱ ـ ۱۰۷۴ء) کے وزیر ابوالقاسم علی بن الحسن (م ۴۵۰ ھ ـ ۱۰۵۸ء) کی خدمت میں ایک خط پیش کیا اور دعوی کیا کہ یہ رسول اللہ کا خط ہے جس میں انہوں نے اهل خیبر کو جزیے کی معافی دی تھی ۔ اس پر صحابہ کی شہادت تھی اور یہودیوں کا کہنا تھا کہ یہ

حضرت علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ وزیر نے یہ خط تحقیق کے لیے خطیب البغدادی کے سامنے رکھ دیا ۔ انہوں نے غور سے دیکھنے کے بعد کہا کہ یہ جعلی ہے کیوں کہ اس میں ایک امیر معاویہ کی شہادت ہے جو ۸ھ ۔ ٦٢٩ء میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے جب کہ خیبر ۷ھ ۔ ٦٢٨ء میں فتح ہوا اور دوسری شہادت حضرت سعد بن معاذ کی ہے جو فتح خیبر سے دو سال قبل بنو قریظہ سے لڑائی کے دوران فوت ہو گئے تھے (۳۰) ۔

گویا طبقات صحابہ کی معرفت نے یہودیوں کی جعل سازی کی قلعی کھول دی ورنہ اس خط کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے نہ صرف احترام حاصل ہوتا بلکہ قانونی حیثیت بھی حاصل ہو جاتی ۔

تاریخ اور طبقات کا باہمی تعلق

تاریخ یا تواریخ کا لغوی معنی ہے : وقت بتانا (۳۱) ۔ ابومنصور الجوالیقی لکھتا ہے : تاریخ کا لفظ خالص عربی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں نے اهل کتاب سے لیا ہے (۳۲) ۔ اصطلاح میں تاریخ سے مراد ہے وقت بتا کر احوال و واقعات کو متعین کرنا ۔ تاریخ کا دائرہ کار بہت وسیع ہے ۔ ابتداء آفرینش کی حکایت ، انبیاء کے واقعات ، گزشتہ اقوام کی سرگزشت ، مختلف اهم واقعات و حوادث ، مصائب و آفات ، امور سلطنت کے تذکرے ، خلفاء و وزراء کے حالات ، جنگیں اور ملک و حکومت کا ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے واقعات ، رفاہ عامہ کے کام نیز رواۃ اور ائمہ کے حالات زندگی ، ان کی ولادت و وفات ، صحت و عقل ، حفظ و ضبط ، ثقاهت و اتقان

اور طلب علم کے لیے سفر وغیرہ ان تمام امور کا تعلق تاریخ سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس فن میں سارے زمانے کے واقعات سے بحث کی جاتی ہے۔ ان کی تحدید اور وقت کا تعین کیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ دنیا میں کب ، کیا اور کیسے ہوا ۔ تاریخ کا موضوع انسان اور زمان ہے یعنی زمانے کی نسبت سے انسان کے احوال کی معرفت (۳۳) ۔

طبقات اور تاریخ کی تعریفوں سے یہ امر واضح ہو گیا کہ طبقات الرجال تاریخ کی انواع میں سے ایک اہم قسم ہے۔ ان کے باهمی تعلق کے بارے میں سخاوی غر بن جماعة (۳۴) کے حوالے سے لکھتا ہے :

"علم تاریخ اور علم طبقات کے درمیان اور ان دونوں کے موضوع اور غایت کے درمیان فرق کا جاننا مشکل لیکن نہایت ضروری ہے اور میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ بحسب الذات دونوں ایک هی چیز هیں اور بحسب الاعتبار دونوں میں تغایر ہے (۳۵)"

غر بن جماعة کا بیان کردہ فرق نہ تو واضح ہے اور نہ هی تاریخ و طبقات کے مفاهیم سے مطابقت رکھتا ہے۔ البتہ سخاوی نے خود جو فرق بیان کیا ہے وہ درست ہے۔ وہ لکھتا ہے :

"میرے نزدیک دونوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔ رواۃ کے حالات بیان کرنا دونوں کا مشترکہ وظیفہ ہے لیکن دیگر حوادث و وقائع سے صرف تاریخ بحث کرتی ہے اور علم طبقات میں کسی شخص کا طبقہ متعین کیا جاتا ہے جو تاریخ کا وظیفہ نہیں ہے مثلاً شرکاء بدر میں سے جس کی وفات اس شخص کے بعد هوئی جو بدر میں شریک نہ تھا تو اگرچہ وہ وفات کے لحاظ سے متأخر ہے لیکن طبقہ کے لحاظ سے مقدم ہے (۳۶) ۔

طبقات نگاری کے مناہج

طبقات نگاری میں بالعموم چار اسالیب اختیار کیے گئے :

۱ ۔ پہلا انداز جو طبقات نگاری کا حقیقی انداز ہے اور طبقات کے لغوی مفہوم سے مطابقت رکھتا ہے یہ تھا کہ نسلوں کے اعتبار سے طبقات کی تعیین کی جائے ۔ جیسا کہ طبقات ابن سعد میں یہی اسلوب پیش نظر رکھا گیا ہے ۔

۲ ۔ لیکن نسلوں کے اعتبار سے طبقات میں ترتیب عملاً دشوار تھی اور جلدی سے کسی شخص کے حالات تلاش کرنے میں دقت پیش آتی تھی لہذا اس ترتیب کو باقاعدہ بنانے کے لیے یکساں طوالت کے زمانوں کو یکجا کر دیا گیا اور ہر زمانے کے اندر ایک ترتیب اختیار کی جاتی تھی جو عموماً حروف ھجاء کے مطابق ھوتی ۔ اس میں بعض تالیفات میں صدیوں کا حساب رکھا گیا ہے جیسا کہ ابوعبدالرحمان محمد بن حسین السلمی (م ۴۱۲ھ ۔ ۱۰۲۱ء) کی طبقات الصوفیة اور بعض تالیفات میں صدیوں کے بجائے بیس بیس سال کی مدت لی گئی ہے، جیسے تقی الدین بن قاضی شھبه (م ۸۵۱ ھ ۔ ۱۴۴۸ء) کی طبقات الشافعیه میں [۴۷] ۔

۳ ۔ بعض تالیفات میں طبقات کا تعین وفیات سے کیا گیا ہے اور اس وجه سے بسا اوقات یه ھو جاتا رھا ہے که ایک شخص ایک طبقه میں شامل دوسرے لوگوں کے درجه کا نہیں ہے لیکن اس کی وفات اس طبقه کے لوگوں میں ھو گئی ہے اس لیے وہ اس طبقه میں شامل سمجھا جاتا ہے ۔ اس کی مثال تاج الدین عبدالوھاب ابن السبکی (م ۷۷۱ ھ ۔ ۱۳۷۰ء) کی طبقات الشافعیه ہے ۔

۴ ۔ مذکورہ بالا تینوں اسالیب کی کتب طبقات سے استفادہ میں

دقت پیش آتی تھی چنانچہ اس سے بچنے کے لیے طبقاتی کتب کو حروف معجم کی ترتیب پر مدون کیا جانے لگا۔ یہ طریقہ متأخر عہد میں بہت مقبول ہوا اگرچہ یہ طبقہ کے صحیح مفہوم سے بہت بعید تھا۔ اس کا اظہار کتاب کے نام میں کوئی اضافہ کرکے کیا جاتا تھا۔ اس انداز کی قدیم ترین تصنیف غالباً عثمان بن سعید الدانی (م ۴۴۴ھ۔ ۱۰۵۳ء) کی تاریخ طبقات القراء (۴۸) ہے۔ اس انداز پر بعد میں بکثرت کتابیں لکھی گئیں (۴۹)۔

طبقات نگاری کا آغاز و ارتقاء

غالباً سب سے پہلے شاہان فارس نے لوگوں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا اور طبقات نگاری کا آغاز کیا۔ الجہشیاری لکھتا ہے۔

> كان أول من رتب طبقات الناس و صنف طبقات الكتاب وبين منازلهم جمشيد بن اونجهان .... وكان من رسم ملوك الفرس أن يلبس أهل كل طبقة ممن فى خدمتهم لبسة لايلبسها أحد ممن فى غير تلك الطبقة ، فاذا وصل الرجل الى الملك عرف بلبسته صناعته والطبقة التى هو فيها (۵۰)۔

جاھلی عرب میں علوم و فنون کا وجود نہیں تھا۔ البتہ جاھلی دور کے باقی ماندہ ادب سے معلوم ھوتا ہے کہ وہ خاندانی معرکوں اور لڑائیوں کے واقعات محفوظ رکھتے تھے اور قبائلی نظام میں انساب اور الایام کے حفظ و روایت کا اہتمام رہتا تھا (۵۱) اور اہم واقعات کو تاریخ شماری کا مبدأ قرار دیا جاتا تھا (۵۲)۔

اس فطری اور قبائلی رجحان اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے والہانہ تعلق کے باعث آپ کے ہر قول و

عمل کو محفوظ رکھنے کے شوق نے اسلام میں تاریخ کی بنیاد رکھی۔ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی و سیر کو سینوں میں محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتے اور اپنی اولاد کو بھی انہیں یاد کرنے کی تاکید کرتے رہتے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص اپنی اولاد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کے غزوات و سیر کی تعلیم دیا کرتے اور کہتے کہ یہ تمہارے آباء کے فضائل و شرف ہیں انہیں یاد کرنے اور یاد رکھنے میں غفلت نہ برتو۔ اسی طرح وہ ان کو جاھلی دور کے وقائع و احوال یاد کرنے کی ترغیب دیا کرتے نیز انہیں خلفاء راشدین کے زمانے کی فتوحات کے حفظ و ضبط کا بھی خاص خیال و اہتمام تھا (۵۳)۔

بعض جلیل القدر صحابہ کے بیٹوں نے حیاۃ الرسول (جسے المغازی کا نام دیا گیا تھا) کو بطور خاص اپنا موضوع بحث و تحقیق بنایا جن میں ابان بن عثمان بن عفان (۵۴) (م بعد ۹۵ھ۔ ۷۱۳ء) اور ابوبکر الصدیق کے نواسے عروۃ بن الزبیر (م ۹۴ ھ۔ ۷۱۲ ء) شامل ہیں جن میں سے مؤخر الذکر نے اسلامی عہد میں المغازی پر اولین کتاب مدون کی (۵۵)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے دور خلافت (م ۹۹۔ ۱۰۱ ھ۔ ۷۱۷ء۔ ۷۲۰ء) میں حدیث ، سیر اور مغازی کی تدوین پر خصوصی توجہ کی اور امام زھری (م ۱۲۴ ھ۔ ۷۴۲ء) کو بطور خاص اس کام کے لیے مامور کیا۔ چنانچہ زھری کہتے ہیں۔

کنا نکرہ کتاب العلم حتی اکرھنا علیہ ھؤلاء الامراء (۵۶)۔

انہوں نے کتاب المغازی لکھی (۵۷) ان کی وجہ سے مغازی و سیرت کا عام مذاق پیدا ھو گیا اور ان کے حلقۂ درس سے کئی ایسے

لوگ نکلے جو اس فن میں کمال رکھتے تھے (۵۸) ۔

اسلامی عہد میں تاریخ کے موضوع پر سب سے پہلے امیر معاویہ (م ٦٠ ھ ۔ ٦٨٠ ء) نے عبید بن شریہ کو یمن سے بلا کر قدماء کی تاریخ مرتب کرائی جس کا نام اخبار الماضیین رکھا (۵۹) ۔

طبقات پر سب سے پہلی کتاب واصل بن عطاء المعتزلی (۸۰ ۔ ۱۳۱ ھ ۔ ۷۴۸ ء) (٦٠) نے لکھی جس کا نام طبقات اهل العلم والجهل رکھا (٦١) ۔

ذھبی نے تاریخ کی چالیس اصناف درج کی ھیں ۔ السخاوی نے ان کی فہرست دینے کے بعد ان میں سے ستائیس اصناف پر لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے (٦٢) ۔ لیکن ان میں نہ تو استقصاء ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ ھی اصناف کتب کی الگ الگ داخلی درجہ بندی کی گئی ہے بلکہ سوانح ، تاریخ عام ، رجال ، طبقات اور بلدان وغیرہ پر لکھی گئی کتابوں کا اُس انداز سے ذکر کیا گیا ہے کہ نہ تو کوئی ترتیب ملحوظ رکھی ہے اور نہ ھی مصنفین اور تالیفات کے ناموں کی تعیین کا التزام کیا ہے بلکہ کہیں صرف مصنفین کے ناموں کی فہرست ہے اور کہیں صرف کتابوں کے نام ھیں تاھم ان میں سے تقریباً دس اصناف ایسی ھیں جنھیں بطور خاص قرون وسطی کے مسلم مؤرخین نے طبقاتی ادب کا موضوع بنایا ہے ۔ ذیل میں ان اصناف کے حوالے سے اھم تالیفات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس سے جہاں یہ اندازہ ھوگا کہ تاریخ کی یہ اھم شاخ کس قدر مصنفین کی توجہ کا مرکز رھی وھاں طبقاتی ادب کے ارتقاء کا خاکہ بھی سامنے آئے گا ۔

طبقات المحدثین والرواۃ

چونکہ اسماء الرجال کا مکمل فن احادیث کی صحت وسقم کی

تحقیق کے لیے وجود میں آیا اس لیے رجال حدیث پر مختلف انداز سے متنوع کتابیں مدون کی گئیں جن میں سے ایک معتدبہا حصہ ان کتابوں کا ہے جو صحابہ کے حالات پر لکھی گئیں (٦٣) ۔ بعض مؤلفین نے صرف تابعین کو اپنی تالیفات کا موضوع بنایا (٦۴) ۔جب کہ بعض کتابوں میں حدیث کی کسی متعین تالیف کے رواۃ پر بحث کی گئی ہے (٦٥) اور کچھ دیگر کتب الاسماء والکنی (٦٦) اور المؤتلف والمختلف پر ھیں (٦٧) ۔ رجال حدیث میں کچھ تالیفات طبقات کے اسلوب پر مرتب کی گئیں جن میں مؤلفین نے رواۃ حدیث کے تراجم طبقةً بعد طبقةٍ بیان کیے ھیں ان میں سے اھم اور مشہور کتب حسب ذیل ھیں :

۱ ۔ الطبقات الکبری

محمد بن سعد بن منیع کاتب الواقدی (١٦٨ ۔ ۲۳۰ ھ ۔ ۷۸۵ ۔ ۸۴۵ ء) کی تالیف ہے جس میں مکرر تراجم کو چھوڑ کر تین ھزار افراد کے حالات زندگی بیان کیے گئے ھیں ۔ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں طبع ھوئی (٦٨) جن کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے :

پہلی جلد : سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری جلد : المغازی

تیسری جلد : طبقات البدرین من المھاجرین ، تعداد ١٣۴؛ اور طبقات البدرین من الانصار ، تعداد ٢٥٩ ۔

چوتھی جلد : الطبقة الثانیة من المھاجرین والانصار ، تعداد ٩٨ ؛ الصحابة الذین اسلموا قبل فتح مکة ، تعداد ، ١٣٣ ۔

پانچویں جلد : اس میں مدینہ منورہ کے تابعین کے سات طبقات ، مکہ مکرمہ کے تابعین کے پانچ طبقات اور طائف و یمن میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ و تابعین کے تراجم ھیں ۔

چھٹی جلد : اس جلد میں کوفہ میں آکر آباد ہونے والے صحابہ اور ان کے تابعین کا تذکرہ ہے۔

ساتویں جلد : اس میں بصرہ ، مدائن ، بغداد ، خراسان ، ری اور انبار وغیرہ کے صحابہ و تابعین کا ذکر ہے۔

آٹھویں جلد : خواتین کیلئے مختص ہے جس میں ازواج و بنات رسول اور مسلم مہاجر و انصار خواتین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ھاتھ پر بیعت کرنے والی عورتوں کا ذکر ہے۔

یہ کتاب انتہائی جامع ، مفصل اور مستند ہے۔ کتاب اور مؤلف پر تبصرہ کرتے ہوئے خطیب بغدادی لکھتا ہے :

کان من اهل العلم والفضل والفهم والعدالة صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابة والتابعین الی وقته فأجادفیه و أحسن (۶۹) ۔

۲ ۔ کتاب الطبقات

ابو عمرو خلیفه بن خیاط بن خلیفه الشیبانی المعروف بشباب (م ۲۴۰ ھ ۔ ۸۵۴ ء) کی تالیف ہے جو آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے (۷۰) ۔ خلیفہ بن خیاط امام بخاری کے شیوخ میں سے ھیں (۷۱) ۔

۳ ۔ طبقات التابعین

امام مسلم بن حجاج القشیری (م ۲۶۱ھ ۔ ۸۷۵ء)کی تالیف ہے (۷۲)

۴ ۔ کتاب الطبقات فی الاسماء المفردة

ابوبکر احمد بن ھارون بن روح (م ۳۰۱ ھ ۔ ۹۱۳ء) کی تالیف ہے (۷۳) ۔ جو آذربیجان کے قصبہ بردیج کی طرف منسوب ہونے کے باعث البردیجی کہلائے (۷۴) ۔ یہ کتاب بعض صحابہ ، تابعین اور اصحاب حدیث کے اسماء سے متعلق ہے (۷۵) ۔

۵ ـ کتاب الطبقات

ابو عرو به الحسین بن محمد بن مودود الحرانی (م ۳۱۸ ھ ـ ۹۳۰ء) کی تالیف ہے(۷۶) جس کے بارے میں بروکلمن بتاتا ہے کہ یحیی بن معین المری (م ۲۳۳ ھ ـ ۸۴۷ء) کی معرفة الرجال کو پیش نظر رکھ کر لکھی گئی (۷۷) ـ

۶ ـ کتاب التابعین

محمد بن حبان بستی (م ۳۵۴ ھ ـ ۹۶۵ء) کی تالیف بارہ اجزاء میں تھی ـ اس کے علاوہ ابن حبان نے اتباع التابعین اور تباع التبع پندرہ پندرہ اجزاء میں لکھیں (۷۸) ـ

۷ ـ طبقات المحدثین والرواۃ

ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصبہانی (م ۴۳۰ ھ ـ ۱۰۳۸ء) حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء کے مصنف کی تالیف ہے (۷۹)

۸ ـ طبقات الحفاظ یا تذکرة الحفاظ

سمش الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ ھ ـ ۱۳۴۸ء) کی تالیف ہے (۸۰) ـ یہ کتاب صحابہ کرام سے لے کر مؤلف کے دور تک کے حفاظ حدیث کے تذکرہ پر مشتمل ہے ـ حفاظ حدیث کو گیارہ طبقات پر تقسیم کیا گیا ہے ـ مؤلف نے کتاب میں اس اصول کو ملحوظ رکھا ہے کہ کسی ایسے شخص کا ترجمہ نہ لکھا جائے جو حافظ حدیث نہ ہو ـ ابن قتیبہ اور خارجہ بن زید کے بارے میں تصریح کی ہے کہ وہ قلیل الحدیث تھے اس لیے میں نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار نہیں کیا اور ہشام بن کلبی اور واقدی حافظ حدیث ہونے کے باوجود متروک الرواۃ ہیں اس لیے ان کو حفاظ حدیث

میں شمار نہیں کیا گیا (۸۱)۔

۹ ۔ ذیل تذکرۃ الحفاظ

ابوالمحاسن محمد بن علی بن الحسن بن حمزۃ الحسینی (م ۷۶۵ ھ ۔ ۱۳۶۴ء) کی تالیف ہے۔ یہ ذہبی کی مذکورہ بالا کتاب کا ذیل ہے۔ اس میں ان حفاظ حدیث کا تذکرہ ہے جن کا ذکر ذہبی سے رہ گیا تھا (۸۲) ۔

۱۰ ۔ لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ

ابوالفضل تقی الدین محمد بن محمد بن محمد ابن فہد الہاشمی (م ۸۷۱ ھ ۔ ۱۴۶۶ء) کی تالیف ہے۔ یہ بھی تذکرۃ الحفاظ کا ذیل ہے (۸۳) ۔

۱۱ ۔ طبقات الحفاظ

جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ ھ ۱۵۰۵ء) نے ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ کی تلخیص کی ہے ۔ لیکن کہیں کہیں تراجم میں مفید اضافے بھی کیے ہیں (۸۴) ۔

۱۲ ۔ ذیل طبقات الحفاظ

جلال الدین السیوطی نے ہی ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ کا ذیل لکھا ہے اس میں ذہبی کے معاصرین سے لے کر اپنے دور تک کے حفاظ حدیث کا تذکرہ کیا ہے (۸۵) ۔

طبقات فقہاء عامہ

طبقات فقہاء پر دو زاویوں سے کتب تالیف کی گئیں ۔ کچھ کتابیں عام فقہاء سے متعلق ہیں خواہ وہ کسی بھی فقہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہوں جب کہ دوسری قسم ایک متعین فقہی مسلک کے فقہاء کے طبقات پر ہے۔ اول الذکر میں ایسی تالیفات شامل ہیں

جو مشہور فقہی مسالک کے ائمہ کے قریبی عہد میں مدون کی گئیں (۸۶) اور ان کے ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی متعین فقہی مسلک کے فقہاء کے حالات پر نہیں تھیں ۔ ان میں ابوعبدالرحمان الهيثم بن عدی الثعالبی (م ۲۰۷ھ ۸۲۲ء) کی طبقات الفقهاء والمحدثين (۸۸) اور عبدالملک بن حبيب السلمی (م ۲۳۸ ھ ۸۵۲ء) کی طبقات الفقهاء والتابعين (۸۹) کے نام بطور خاص قابل ذکر ہیں ۔ اسی عہد کی ایک اور کتاب محمد بن خالد (م ۲۲۰ھ ۔ ۸۳۵ء) کی طبقات الفقهاء ہے (۹۰) ۔ عام فقہاء کے حالات پر ابو اسحاق ابراهيم بن علی الشیرازی (م ۴۷۶ ھ ۔ ۱۰۸۳ء) نے ایک مختصر کتاب طبقات الفقهاء کے نام سے لکھی (۹۱) جو خلفاء اربعہ کے ذکر سے شروع ہوتی ہے اور دیگر فقہاء صحابہ کے تذکرہ کے بعد مدینہ ، مکہ ، کوفہ ، بصرہ اور دیگر بلاد اسلامیہ کے فقہاء کے طبقہ بہ طبقہ تذکرہ پر اختتام پذیر ہوتی ہے ۔ الشیرازی کی تالیف کا ذیل تاج الدين علی بن انجب الساعی البغدادی (م ۶۷۴ھ ۔ ۱۲۷۵ء) نے لکھا (۹۲) ۔ الشیرازی کے بعد ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی (م ۴۷۴ ھ ۱۰۸۱ء) نے فرق العلماء (۹۳) اور ابو محمد عبدالوہاب بن محمد الشیرازی (م ۵۰۰ ۔ ۱۱۰۷ء) نے تاریخ الفقهاء لکھیں (۹۴) ۔ یہ دونوں کتابیں بھی عام فقہاء کے تذکروں پر مشتمل تھیں ۔ اس کے بعد ایک ایک فقہی مسلک کے فقہاء کی تراجم نگاری کا دور شروع ہوا جس کا خاکہ درج ذیل ہے۔

طبقات فقہاء شافعیہ

متعین فقہی مسالک کے فقہاء میں سب سے پہلے شافعی مسلک کے فقہاء کے طبقات پر تالیف کتب کا آغاز ہوا اور پہلی کتاب ابوحفص عمر بن علی المطوعی الادیب (م ۴۴۰ ھ ۱۰۴۸ء) نے

طبقات الشافعیه پر لکھی (۹۵) ۔ پھر ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان الصعلوکی (م ۴۰۴ ھ ۔ ۱۰۱۴ء) نے المذہب فی ذکر شیوخ المذہب تالیف کی (۹٦) ۔ اس کے بعد قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری (م ۴۵۰ ھ ۔ ۱۰۵۸ء) نے مولد الشافعی کے نام سے ایک رسالہ لکھا اس کے آخر میں اصحاب الشافعی میں سے ایک جماعت کے تراجم لکھے (۹۷) ۔ پھر ابوعاصم محمد بن احمد العبادی (م ۴۵۸ ھ ۔ ۱۰٦٦ء) نے ایک مختصر کتاب طبقات الشافعیین مرتب کی جس میں اس نے صرف صاحب ترجمہ کے نام اور سبب شہرت کے اندراج پر اکتفا کیا (۹۸) ۔ اس کے بعد ابو محمد عبداللہ بن یوسف الجرجانی (م ۴۸۹ ھ ۔ ۱۰۹٦ء) نے کتاب لکھی (۹۹) اور پھر ابوالحسن علی بن ابی القاسم زید البیہقی المعروف بفندق (م ٥٦٥ ھ ۱۱۷۰ء) نے وسائل الالمعی فی فضائل اصحاب الشافعی تالیف کی (۱۰۰) ۔ ابن الصلاح عثمان بن عبدالرحمان (م ٦۴۳ھ ۔ ۱۲۴۵ء) نے طبقات الفقہاء الشافعیہ مرتب کرنی شروع کی لیکن وہ اس کی تکمیل سے قبل ہی انتقال کر گئے تو ابو زکریا یحیی بن شرف النووی (م ٦۷٦ ھ ۔ ۱۲۷۷ء) نے اس کو لے کر مختصر کیا اور کچھ نام اس میں بڑھائے مگر وہ بھی اس کی تبییض سے پہلے چل بسے چنانچہ ابوالحجاج یوسف بن الزکی عبدالرحمان المزی (م ۷۴۲ ھ ۱۳۴۱ء) نے اس کی تکمیل کی (۱۰۱) ۔ پھر جمال الدین عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (م ۷۷۲ ھ ۔ ۱۳۷۰ء) نے عمر بن بندار التفلیسی (م ٦۷۲ ھ ۔ ۱۲۷۳ء) کی طبقات کی اساس پر اپنی کتاب مرتب کی (۱۰۲) ۔تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (م ۷۷۱ھ ۔ ۱۳۷۰ء) نے طبقات الشافعیہ پر تین کتابیں لکھیں : طبقات الشافعیہ الکبری؛(۱۰۳)

الطبقات الوسطیٰ (۱۰۴) ؛ الطبقات الصغریٰ (۱۰۵) ۔

اول الذکر کتاب کے بارے میں خود مؤلف لکھتا ہے :

„ انزلت الشافعیة فی طبقات ، و رتبتهم سبع طبقات ، کل مائة عام طبقة ، اذکر فیه ترجمه الرجل مستوفاة علی طریقة المحدثین والادباء " (۱۰۶) ۔

مؤلف نے کتاب کا آغاز ان لوگوں کے تذکرہ سے کیا جنہوں نے امام شافعی سے براہ راست استفادہ کیا ۔ پھر تبرکاً ان افراد کے تراجم لکھے جن کے نام احمد اور محمد تھے اور پھر حروف معجم کی ترتیب کا التزام کیا ۔

اس کے بعد سراج الدین عمر بن علی ابن الملقن (م ۸۰۴ ھ ۔ ۱۴۰۱ء) نے العقد المذهب فی طبقات حملة المذهب کے نام سے امام شافعی کے دور سے لے کر ۷۷۰ ھ ۔ ۱۳٦۹ء تک کے فقہاء کو چھتیس طبقات میں تقسیم کرکے ان کے حالات لکھے (۱۰۷) ۔ پھر قاضی تقی الدین ابوبکر بن احمد ابن شہبه (م ۸۵۱ ھ ۔ ۱۴۴۷ء) نے طبقات الشافعیه لکھی جو انتیس طبقات پر مرتب کی گئی (۱۰۸) ۔ عزالدین حمزه بن احمد الدمشقی (۸۷۴ ھ ۔ ۱۳٦۹ء) نے اس پر ذیل لکھا (۱۰۹) ۔ ان کے علاوہ ابن کثیر اسماعیل بن عمر الدمشقی (م ۷۷۴ ھ ۔ ۱۳۷۳ء) ، شہاب الدین ابن ارسلان الشافعی الرملی (م ۸۴۴ ھ ۔ ۱۴۴۰ء) ، قاضی قطب الدین محمد بن الخیضری نے اللمع الالمعیة لاعیان الشافعیه (۱۱۰) اور ابوبکر بن هدایة الله الملقب بالمصنف (م ۱۰۱۴ ھ ۔ ۱٦۰۵ء) نے طبقات الشافعیة لکھی (۱۱۱) ۔

طبقات فقہاء حنفیه

طبقات فقہاء حنفیه پر مستقل کتابیں بہت بعد کے ادوار میں

لکھی گئیں ۔ فقہاء عامه پر لکھی گئی کتابوں میں بکثرت حنفیہ کے تراجم موجود تھے (۱۱۲) ۔ سخاوی کا خیال ہے کہ ممکن ہے ابو محمد عبدالوھاب بن محمد بن عبدالوھاب الشیرازی (م ۵۰۰ ھ ۔ ۱۱۰۷ء) کی تاریخ الفقہاء فقہاء حنفیہ پر ہو ۔ کیوں کہ ابن القدوری (احمد بن محمد م ۴۲۸ ھ ۔ ۱۰۳۷ء) کے ترجمه میں ان کی کتاب سے اقتباس کیا گیا ہے (۱۱۳) ۔ تاہم یہ کتاب ضائع ہو گئی اس لیے اس کے بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ یہ امر معلوم ہے کہ موجود ذخیرۂ کتب طبقات میں طبقات الحنفیة پر پہلی مستقل کتاب عبدالقادر بن محمد القرشی (م ۷۷۵ ھ ۔ ۱۳۷۳ء) کی الجواہر المضیة فی طبقات الحنفیة ہے (۱۱۴) ۔ کتاب کے خطبه میں مؤلف لکھتا ہے :

ولم أراحداً جمع طبقات اصحابنا وهم أمم لايحصون (۱۱۵) ۔

نجم الدین ابراهیم بن علی الطرسوسی (۱۱۶) (م ۷۵۸ ھ ۔ ۱۳۵۷ء) نے وفیات الاعیان فی مذهب النعمان اس سے کچھ پہلے مرتب کی تھی لیکن یہ طبقات کے بجائے وفیات کے اسلوب پر لکھی گئی (۱۱۷) ۔ پھر ابراهیم بن محمد ابن دقماق (م ۷۹۰ھ ۔ ۱۳۸۸ء) نے نظم الجمان کے نام سے طبقات الحنفیه پر ایک کتاب لکھی جو قاضی جلال الدین الشافعی کی طرف سے مصنف کے لیے ابتلا کا باعث بنی (۱۱۸) ۔ مجد الدین ابوطاهر محمد بن یعقوب الفیروز آبادی صاحب القاموس (م ۸۱۷ ھ ۔ ۱۴۱۵ء) نے القرشی کی مذکورہ بالا کتاب کی تلخیص اور کچھ تراجم کے اضافات کے ساتھ المرقاة الوفية فی تراجم الحنفية مدون کی (۱۱۹) ۔ قاضی تقی الدین ابوبکر بن احمد ابن شہبه (م ۸۵۱ ھ ۱۴۴۷ء) اگرچه شافعی المذهب تھے تاهم انہوں نے

بھی طبقات الحنفیۃ لکھی (۱۲۰) ۔ اس کے بعد قاضی بدرالدین محمود بن احمد العینی (م ۸۵۵ ھ ۔ ۱۴۵۱ء) نے طبقات حنفیہ پر ایک کتاب لکھی (۱۲۱) ۔ پھر قاسم بن قطلوبغا (م ۸۷۹ ھ ۱۴۷۴ء) نے تاج التراجم کے نام سے فقہاء حنفیہ پر ایک مختصر رسالہ مرتب کیا (۱۲۲) اسحاق بن حسن الشامی ابن طولون نے الغرف العلیۃ فی تراجم الحنفیۃ لکھی (۱۲۳) ۔ طاش کبری زادہ (م ۹۶۸ ھ ۔ ۱۵۶۰ء) نے طبقات الفقہاء فی ذکر طبقات الحنفیۃ کے نام سے ایک مختصر رسالہ مرتب کیا جو امام ابوحنیفہ کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے اور طبقاتی انداز پر ہے (۱۲۴) ۔ اسی مصنف کی ایک دوسری کتاب الشقائق النعمانیۃ فی علماء الدولۃ العثمانیۃ بھی فقہاء حنفیہ کے تراجم پر ہے (۱۲۵) ۔ اس کے بعد قطب الدین محمد بن علاء الدین المکی (م ۹۹۰ ھ-۱۵۸۲ء) نے چار جلدوں میں طبقات حنفیہ پر ایک ضخیم کتاب مرتب کی لیکن ایک ناگہانی آتش زدگی میں وہ اس کی دیگر کتابوں کے ساتھ جل گئی اس نے دوبارہ اس کی جمع و تدوین شروع کی تھی لیکن موت نے اسے تکمیل کا موقعہ نہ دیا (۱۲۶) ۔ تقی الدین بن عبدالقادر المصری (م ۱۰۱۰ ھ ۔ ۱۶۰۱ء) نے تراجم حنفیہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی جس میں طاش کبری زادہ کی الشقائق النعمانیہ کے رجال کو شامل کرکے ۲۵۲۳ فقہاء حنفیہ کے تراجم ھیں ۔ اس نے ۹۹۳ ھ ۔ ۱۵۸۵ء) میں کتاب مکمل کی اور اس کا نام الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ رکھا (۱۲۷) ۔ علی بن امر اللہ ابن الحنائی اور ابن کمال باشا (۱۲۸) نے طبقات الحنفیۃ پر کتابیں لکھیں ۔ برصغیر میں محمد عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ ھ ۔ ۱۸۸۶ء) نے الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ کے نام سے کتاب لکھی (۱۲۹) ۔

طبقات فقهاء مالکیه

فقہائے مالکیه پر اهم تریـن کتاب قاضی عیاض بن موسی بن عیاض (م ۵۴۴ هـ ـ ۱۱۴۹ء) کی ترتیب المدارک و تقریب المسالک لمعرفة اعلام مذهب مالک ہے (۱۳۰) ـ اس کتاب کے مآخذ میں مؤلف نے عبدالله بن محمد بن ابی ولیم القرطبی (م ۳۵۱ هـ ـ ۹۶۲ء) کی کتاب الطبقات فیمن روی عن مالک و اتباعهم من اهل الامصار (۱۳۱) ، محمد بن حارث الخشنی (م ۳٦۱ هـ ـ ۹۷۱ء) کی القضاة بقرطبة و طبقات علماء افریقیة (۱۳۲) اور ابو اسحاق الشیرازی کی طبقات الفقه (۱۳۳) کے علاوه چونتیس علماء کے نام گنوائے هیں (۱۳۴) جن کی کتابوں سے اس نے استفاده کیا ہے ـ المدارک فقہاء مالکیه پر بہت جامع کتاب ہے جسے طبقات پر مرتب کیا گیا ہے ـ اس میں تیره سو سے زائد افراد کے تراجم هیں ـ اس کے علاوه ابو عمر یوسف بن عبدالله ابن عبدالبر النمری (م ۴٦۳ هـ ۱۰۷۱ء) نے معاجم اعلام الفقهاء لکھی (۱۳۵) جس کا ذیل یوسف بن ابی عبدالله اللری (م ۵۷۵ هـ ـ ۱۱۷۹ء) نے لکھا (۱۳٦) ـ نیز قاضی برهان الدین ابو اسحاق ابراهیم بن علی بن محمد بن فرحون (م ۷۹۹ هـ ـ ۱۳۹۷ء) نے الدیباج المذهب فی معرفة اعیان علماء المذهب لکھی (۱۳۷) جس میں صرف بڑے بڑے مالکی فقہاء کا ذکر ہے جن کی تعداد تقریباً چھ سو ہے ـ اس کے بعد احمد بابا بن احمد التنبکتی (م ۱۰۳٦ هـ ـ ۱٦۲۷ء) نے نیل الابتهاج بتطریز الدیباج کے نام سے مالکیه کے تراجم لکھے (۱۳۸) لیکن یه تمام کتب حروف معجم کی ترتیب سے مدون کی گئیں ـ

طبقات فقهاء حنابله

طبقات فقهاء حنابله پر سب سے پہلے کتاب ابوعلی ابن البناء

الحسن بن احمد البغدادی (م ۴۷۱ھ - ۱۰۷۸ء) نے طبقات الفقہاء کے نام سے لکھی (۱۳۹) اسکے بعد قاضی ابوالحسین محمد بن محمد ابن الحسین ابی یعلی الحنبلی الفراء (م ۵۲٦ ھ - ۱۱۳۱ء) نے طبقات الحنابلة لکھی (۱۳۰) - ابویعلی اس کی داخلی ترتیب کے بارے میں بتاتے ھیں کہ ھم نے حنابلہ کو چھ طبقات میں تقسیم کیا ہے - پہلا طبقہ امام احمد بن حنبل کے اصحاب اور رواۃ پر مشتمل ہے - دوسرا طبقہ اصحاب امام احمد کے تلامذہ کا ہے اور بعد کے طبقات اسی انداز سے ترتیب نزولی کے مطابق قائم کیے گئے ھیں او پہلے اور دوسرے طبقہ کے اسماء میں حروف معجم کی ترتیب رکھی گئی ہے تاکہ مراجعت آسان ھو اور بعد کے طبقات میں وفیات کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے (۱۳۱) - کتاب میں ۵۱۲ ھ - ۱۱۱۸ء تک کے حنابلہ کا تذکرہ ہے

ابوالفرج عبدالرحمان بن احمد بن رجب السلامی (م ۷۹۵ ھ - ۱۳۹۳ء) نے مذکورہ بالا کتاب کا ذیل "الذیل علی طبقات الحنابلہ" کے نام سے دو جلدوں میں لکھا (۱۳۲) - یہ ذیل بھی اصل کی طرح طبقات کی طرز پر ہے - شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالقادر النابلسی (م ۷۹۷ ھ ۱۳۹۵ء) نے ابویعلی کی کتاب کی تلخیص کی (۱۳۳) - یوسف بن حسن بن احمد الحنبلی (م ۷۸۱ ھ - ۱۳۷۹ء میں زندہ تھا نے ابن رجب کی کتاب کا ذیل حروف معجم کی ترتیب پر لکھا اور الجوھر المنضد فی طبقات متأخری اصحاب احمد نام رکھا (۱۳۴) - نیز ابراھیم بن محمد بن مفلح الرامینی المقدسی (م ۸۰۳ ھ - ۱۴۰۰ء) نے اس کا ذیل لکھا اور طبقات اصحاب الامام احمد نام رکھا (۱۳۵) -

طبقات فقہا: پر بلاد و امصار کے اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئیں جن میں ابوبکر عبداللہ بن ابی عبداللہ المالکی (م ۴۰۳ھ -

۱۰۱۲ء) کی ریاض النفوس فی طبقات علماء القیروان وافریقیه وزهادهم وعبادهم ونساکم وسیر من اخبارهم وفضلائهم و اوصافهم (۱۳۶) طبقاتی اسلوب پر لکھی گئی جس میں پہلے ان صحابه کا ذکر ہے (۱۳۷) جو قیروان یا افریقیه میں گئے پھر تابعین کا اور اس کے بعد درجه بدرجه لیکن چند ایک تراجم کو چھوڑ کر باقی تمام تراجم فقہاء مالکیه کے ھیں ۔ عمر بن علی بن سمره الجعدی (تالیف ۵۸۶ ھ ۔ ۱۱۹۰ء) نے طبقات فقہاء الیمن و رؤساء الزمن لکھی (۱۳۸) ۔ کتاب سات طبقات میں تقسیم کی گئی ہے ۔ مؤلف شافعی المذهب ھیں ۔ اس لیے شافعی فقہاء کا تذکرہ خصوصیت سے کرتے ھیں ۔ اندلس میں فقہاء پر اس نوع کی جو کتابیں مدون کی گئیں ان میں ابن عبدالبر النمری (م ۴۶۳ ھ ۔ ۱۰۷۰ء) کی فقہـــاء قرطبه ؛ ابن عبدالبر کشکیانی (م ۳۴۱ ھ ۔ ۹۵۲ء) کی الفقہاء والقضاۃ بقرطبة و الاندلس ابوالاصبغ عیسی بن محمد المورخ (م ۴۱۳ ھ ۔ ۱۰۱۲ء) کی تاریخ فقہاء البیرۃ اور ابوجعفر احمد بن عبدالرحمن بن مطاهر الانصاری (م ۴۸۹ ھ ۔ ۱۰۹۵ء) کی تاریخ فقہاء طلیطلة شامل ھیں (۱۳۹) ۔

طبقات القضاۃ

قضاۃ پر غالباً سب سے پہلـــی کتاب ابوعبید معمر بن المثنی البصری (م ۲۰۹ ھ ۔ ۸۲۴ء) نے اخبار قضاۃ بصرہ کے نام سے لکھی (۱۵۰) ۔ اس کے بعد وکیع محمد بن خلف (م ۳۰۶ ھ ۔ ۹۱۸ء) نے اخبار القضــاۃ تالیف کـی (۱۵۱) ابـو عمـر محمـد بن یوسف بن یعقـوب الکندی (م بعد ۳۶۲ ھ ۔ ۹۷۲ء) نے کتاب الولاۃ وکتاب القضاۃ لکھی (۱۵۲) جس کا آغاز حضرت عمر بن الخطاب سے ھوتا ہے اور اختتام

حارث بن مسکین (م ۲۴۵ ھ ـ ۸۵۹ء) اور بکار بن قتیبه (م ۲۷۰ ھ ـ ۸۸۳ء) پر ھوتا ہے ـ ابن زولاق حسن بن ابراھیم (م ۳۸۷ ھ ـ ۹۹۷ء) نے الکندی کی کتاب کا ذیل اخبار قضاۃ مصر کے نام سے لکھا (۱۵۳) ـ قضاۃ مصر پر ایک اور کتاب ابوعبید الله محمد بن الربیع الجیزی نے لکھی (۱۵۴) ـ ابو العباس احمد بن بختیار بن علی بن المندائی الواسطی (م ۴۰۹ ھ ـ ۱۰۱۸ء) نے اخبار القضاۃ والشهود کے نام سے کتاب لکھی (۱۵۵) ـ قرطبه کے قضاۃ پر پهلی کتاب محمد بن حارث الخشنی (م ٣٦٦ ھ ـ ٩٧٦ء) نے قضاۃ قرطبة وعلماء افریقیه لکھی (۱۵٦) ـ اس کے بعد ابن بشکوال خلف بن عبدالملک (م ۵۷۸ ھ ـ ۱۱۸۳ء) نے اخبار قضاۃ قرطبه تالیف کی (۱۵۷) ـ اسی نام کی ایک کتاب ابن الساعی علی بن انجب (م ٦٧۴ ھ ـ ۱۲۷۵ء) نے بھی لکھی (۱۵۸) ـ محمد بن علی بن یوسف ابن میسر (م ٦٧٧ ھ ـ ۱۲۷۸ء) نے تاریخ القضاۃ مرتب کی (۱۵۹) ـ بعد کے دور میں قضاۃ مصر پر الجمال عبدالله بن احمد البشیشی (م ٦٢٧ ھ ـ ١٣٦١ء) نے ایک کتاب لکھی جس کی اساس پر ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ ھ ـ ۱۴۴۹ء) نے رفع الاصر عن قضاۃ مصر تالیف کی (١٦٠) ـ اس پر محمد بن عبدالـرحمان السخاوی (م ۹۰۲ ھ ـ ١۴٩٦ء) نے بغیة العلماء والرواۃ کے نام سے ذیل لکھا (١٦١) ـ قضاۃ دمشق پر ابن طولون محمد بن علی بن احمد (م ۹۵۳ ھ ـ ١۵۴٦ء) نے الثغر البسام فی ذکر من تولی قضاۃ الشام (قضاۃ دمشق) کے نام سے ایک کتاب لکھی (١٦٢) ـ اندلس کے قضاۃ سے متعلق ابوالحسن علی بن عبدالله بن الحسن النباھی المالقی (م ۹۳۷ ھ ـ ۱۳۹۱ء) نےتاریخ قضاۃ اندلس لکھی (١٦٣).

(١٦٣) ـ

طبقات القـراء

طبقات القراء پر پہلی کتاب خلیفه بن خیاط المعروف بشباب (م ۲۴۰ هـ ـ ۸۵۴ء) نے لکھی (۱٦۴) ـ اس کے بعد ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد ابن المنادی (م ۳۳٦ هـ ـ ۹۴۷ء) نے افواج القراء کے نام سے کتاب لکھی (۱٦۵) ـ ابن المنادی تفسیر و قرآآت کا عالم تھا ـ کہا جاتا ہے که اس نے علوم القرآن پر چار سو کتابیں لکھیں (۱٦٦) ـ ابن الندیم لکھتا ہے که اسکی ایک سو بیس سے زائد کتابیں تھیں(۱٦۷) پھر ابو عمرو عثمـان بن سعیـد ابن الصیر فـی الـدانی (م ۴۴۴ هـ ـ ۱۰۵۳ء) نے طبقات القراء تالیف کی ـ الدانی اندلس کے شہر دانیه کا رہنے والا تھا ـ تفسیر و قرأت کا عالم تھا اور ایک سو سے زائد کتابوں کا مصنف تھـا (۱٦۸) ـ اس کے بعـد احمد بن الفضل بن محمد الباطرقانی (۱٦۹) الاصبہانی (م ۴٦۰ هـ ـ ۱۰٦۷ء) نے طبقات القراء لکھی (۱۷۰) پھر ابومعشر القطان عبدالکریم بن عبدالصمد الطبری (م ۴۷۸ هـ ـ ۱۰۸۵ء) نے طبقات القراء لکھی القطان قرأت کا عالم اور رجال قرأت کا مورخ تھا (۱۷۱) ـ اس کے بعد مشہور مؤرخ شمس الدین ابوعبدالله محمد بن احمد الذهبی (م ۷۴۸ھ ـ ۱۳۴۸ء) نے اپنی تاریخ کبیر سے اخذ کرکے طبقات القراء لکھی جس میں قراء کو ستره طبقات پر تقسیم کیا (۱۷۲) ـاس کتاب کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی که اس پر متعدد ذیول لکھے گئے پہلے تاج الـدین احمد بن عبدالقادر ابن مکتوم القیسی (م ۷۴۹ هـ ـ ۱۳۴۸ء) نے اس پر ذیل لکھا (۱۷۳) پھر ابوالمحاسن محمد بن علـی الحسینی (م ۷٦۵ هـ ـ ۱۳٦۳ء) نے اس پر ذیل لکھا (۱۷۴) ـ اس کے بعد عفیف الدین عبدالله بن محمد بن احمد المطری (م ۷٦۵ هـ ـ ۱۳٦۳ء) نے ذیل طبقات

القراء کے نام سے کتاب لکھی (۱۶۵) اور آخر میں شمس الدین محمد بن محمد ابن الجزری (م ۸۳۳ ھ ـ ۱۴۲۹ء) نے ذھبی کی کتاب کو لے کر اس میں بہت سے اضافات کیے ـ تراجم میں بہت کچھ بڑھایا اور مستقل تراجم کا اضافہ کیا (۱۶۶) اور نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القرآت لکھی پھر غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء کے نام سے اس کی تلخیص کی ـ یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر مرتب کی گئی (۱۶۷)

العز بن فہد عبدالعزیز بن عمر (م ۹۲۱ ھ ۱۵۱۶ء) نے ذھبی کی کتاب کو حروف معجم کے مطابق مرتب کیا (۱۶۸) ـ ان کے علاوہ السراج عمر بن علی ابن الملقن (م ۸۰۴ ھ ـ ۱۴۰۱ء) نے بھی طبقات القراء کے نام سے ایک کتاب لکھی (۱۶۹) ـ

طبقات المفسرین ـ

حیرت کی بات ہے کہ قرون وسطیٰ میں جس قدر زیادہ تفسیر قرآن پر کتابیں تالیف کی گئیں اسی قدر طبقات مفسرین کے موضوع کو کم توجہ دی گئی حتی کہ اسلامی عہد کی پہلی نو صدیوں میں اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں ملتی تا آنکہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی (م ۹۱۱ ھ ـ ۱۵۰۵ء) جس نے طبقات المفسرین کے نام سے حروف معجم کی ترتیب سے ایک کتاب لکھی (۱۸۰) ، لکھتا ہے کہ اس موضوع پر آج تک کسی نے توجہ نہیں دی جب کہ محدثین ، فقہاء اور نحاۃ کے طبقات پر بہت کتابیں لکھی گئیں ھیں ـ چنانچہ میں نے اس نئے موضوع پر کتاب مرتب کرنے کا فیصلہ کیا (۱۸۱) ـ اس کے بعد محمد بن علی ابن احمد الداؤدی المالکی (م ۹۴۵ ھ ـ ۱۵۳۸ء) نے ابن السبکی اور ابن قاضی شہبہ کی طبقات اور طبقات الحنابلہ وغیرہ کے مطالعہ کی اساس پر حروف

تہجی کی ترتیب سے ۹۴۱ ھ ـ ۱۵۳۴ء میں طبقات المفسرین مدون کی(۱۸۲) ـ اس کے بعد ابو سعید صنع اللہ الکوزہ کنانی (م ۹۸۰ ھ ـ ۱۵۷۲ء) نے طبقات المفسرین لکھی (۱۸۳) ـ

طبقات النحاۃ واللغویین

طبقات النحاۃ پر سب سے پہلی کتاب طبقات النحاۃ البصریین کے نام سے ابوالعباس محمد بن یزید المبرد (م ۲۸۵ ھ ـ ۸۹۸ء) نے لکھی جو صرف مدرسۂ بصرہ کے علماء نحو کے احوال پر تھی (۱۸۴) ـ پھر ابوجعفر النحاس احمد بن محمد بن اسماعیل المصری (م ۳۳۸ ھ ـ ۹۵۰ء) نے طبقات النحاۃ پر کتاب لکھی (۱۸۵) ـ اس کے بعد عبداللہ بن جعفر ابن درستویہ النحوی (م ۳۴۷ ھ ـ ۹۵۸ء) نے اخبار النحویین مدون کی (۱۸٦) اور ابوالطیب عبدالواحد بن علی اللغوی الحلبی (م ۳۵۱ ھ ـ ۹٦۲ء) نے مراتب النحویین تالیف کی (۱۸۷) ـ بصرہ کے علماء نحو پر دوسری کتاب حسن بن عبداللہ السیرافی (۳٦۸ ھ ـ ۹۷۹ء) نے اخبار النحویین البصریین کے نام سے لکھی (۱۸۸) ـ اس کے بعد ابوبکر محمد بن حسن الزبیدی (م ۳۷۹ ھ ـ ۹۸۹ء) نے طبقات النحویین واللغویین لکھی جس میں اس نے ابوالاسود الدؤلی (م ٦۹ ھ ـ ٦۸۹ء) سے لے کر اپنے عہد تک کے علماء نحو و لغت کے حالات جمع کر دیئے (۱۸۹) ابوعبید اللہ محمد بن عمرون بن موسی المرزبانی (م ۳۸۴ ھ ـ ۹۹۴ء) نے المقتبس فی اخبار النحاۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی (۱۹۰) ـ پھر ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن الیمنی (م ۴۰۰ ھ ـ ۱۰۱۰ء) نے اخبار النحویین لکھی (۱۹۱) ـ ابوالمحاسن المفضل بن محمد بن مسعر المغربی النحوی (م ۴۴۲ ھ ـ ۱۰۳۰ء) نے اخبار النحاۃ من البصریین والکوفیین کے نام سے کتاب لکھی جو سیوطی کی

نظر سے گزری تھی (۱۹۲) ۔ جمال الدین علی بن یوسف ابن القفطی (م ٦۴٦ ھ ۔ ۱۲۴۸ء) نے انباہ الرواۃ فی انباۃ النحاۃ لکھی جو حروف معجم کی ترتیب پر لکھی گئی (۱۹۳) ۔ تاج الدین عبدالباقی بن عبدالمجید المکی (م ۷۴۳ ھ ۔ ۱۳۴۳ء) نے اخبار النحاۃ لکھی (۱۹۴) ۔ خلیل بن ایبک الصفدی (م ۷٦۴ ھ ۔ ۱۳٦۳ء) نے طبقات النحاۃ پر ایک کتاب لکھی (۱۹۵) ۔ تاج الدین ابو محمد احمد بن عبدالقادر ابن مکتوم (م ۷۴۹ ھ ۔ ۱۳۴۷ء) نے الجمع المثناۃ فی اخبار اللغویین والنحاۃ کے نام سے دس جلدوں میں کتاب مدون کی تھی لیکن کتاب کی نشرواشاعت نہیں ہو سکی چنانچہ اس کے اجزاء بکھر گئے (۱۹٦)

سخاوی کہتا ہے کہ میں نے مصنف کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چند اجزاء دیکھے تھے (۱۹۷) المجد اللغوی محمد بن یعقوب صاحب القاموس (م ۸۱۷ ھ ۔ ۱۴۱۵ ء) نے البلغة فی تاریخ ائمة اللغة لکھی (۱۹۸) ۔ تقی الدین ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ ھ ۔ ۱۴۴۷ء) نے طبقات النحاۃ واللغویین تالیف کی (۱۹۹) ۔ جس کے مطبوعہ نسخہ میں دو سو پچیس علماء نحو و لغت کے تراجم ھیں اور یہ سب ایسے افراد ھیں جن کے نام محمد ھیں ۔ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی (م ۹۱۱ ھ ۔ ۱۵۰۵ء) نے متقدمین کی تالیفات کی تمام معلومات سات جلدوں میں جمع کیں پھر اس کی ایک جلد میں تلخیص کی پھر اس تلخیص کو مختصر کیا اور اس کا نام بغیة الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ رکھا (۲۰۰) ۔

طبقات الشعراء والادباء

صنف طبقات میں طبقات الشعراء ایسا موضوع ہے جس پر سب سے زیادہ اور متنوع کتابیں لکھی گئیں ۔ عربوں کی شعروشاعری سے

شغف کی تاریخ طویل بھی ہے اور بھرپور بھی جس کا فطری نتیجہ تھا کہ جب انہوں طبقاتی صنف ادب کی طرف توجہ مبذول کی تو طبقات الشعراء پر تالیفات کے انبار لگا دیئے ۔ حاجی خلیفہ نے ان بے شمار کتابوں کے علاوہ جو کشف الظنون کے مختلف صفحات پر اپنے ناموں کی ترتیب سے مذکور ہیں صرف طبقات الشعراء کے زیر عنوان سینتالیس کتابوں کے نام گنوائے ہیں (۲۰۱) ۔ ان تمام کتابوں کے نام جو شعراء کے تراجم پر لکھی گئی ہیں یہاں درج کرنا تطویل لاطائل کے سوا کچھ نہیں اس لیے اس عنوان کے تحت انتہائی اہم اور مشہور کتابوں کے تذکرے پر اکتفا کیا جائے گا ۔

الفہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً طبقات الشعراء پر پہلی کتاب اسماعیل بن ابی محمد الیزیدی (م ۲۰۰ ھ ـ ۸۵۱ء) کی کتاب طبقات الشعراء ہے (۲۰۲) ۔ اس کے بعد محمد بن سلام الجمحی (م ۲۳۱ ھ ـ ۸۴۵ء) نے طبقات الشعراء لکھی (۲۰۳) ۔ ابوحسان الحسن بن عثمان الزیادی (م ۲۴۳ ھ ـ ۸۵۷ء) جو الهیثم بن عدی (م ۲۰۷ ھ ـ ۸۲۲ء) کا شاگرد تھا ، کی طبقات الشعراء کا ابن الندیم نے ذکر کیا ہے (۲۰۴) لیکن انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار کی رائے میں یہ غالباً الجمحی کی مقدم الذکر کتاب کا ایک راوی ہے (۲۰۵) ۔ اس کے بعد دعبل بن علی الخزاعی (م ۲۴۶ ھ ـ ۸۶۰ء) نے طبقات الشعراء لکھی (۲۰۶) اور محمد بن حبیب (م ۲۴۷ ھ ـ ۸۶۱ء) نے کتاب اخبار الشعراء و طبقاتہم تالیف کی (۲۰۷) ۔ اس کے بعد معروف کتاب ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری (م ۲۷۶ ھ ـ ۸۸۹ء) کی طبقات الشعراء یا الشعر و الشعراء ہے (۲۰۸) ۔ ابو عبداللہ ھارون بن علی بن یحیی ابن المنجم (م ۲۸۸ ھ ـ ۹۰۱ء) نے البارع فی اخبار

الشعراء المولدین تالیف کی جس میں ایک سو اکسٹھ شعراء کے تراجم اور منتخب اشعار جمع کیے (۲۰۹) ۔ ابن خلکان لکھتا ہے کہ ابن المنجم کا انتخاب اشعار اتنا عمدہ ہے کہ ان تمام شعراء کے دواوین سے مستغنی کردیتا ہے کیوں کہ اس نے ہر شاعر کے تمام اچھے اشعار جمع کر دیئے ہیں (۲۱۰) ۔ عبداللہ بن المعتز (م ۲۹۶ ھ ۔ ۹۰۸ء) نے جدید شعراء پر طبقات الشعراء المحدثین لکھی (۲۱۱) اور اس کے دوست محمد بن داؤد بن الجراح (قتل ۲۹۶ ھ ۔ ۹۰۸ء) نے اسی موضوع پر اخبار الشعراء مرتب کی (۲۱۲) ۔ اس کے بعد ابوبکر محمد بن خلف بن المرزبان المحولی (م ۳۰۹ ھ ۹۲۱ء) نے طبقات الشعراء لکھی (۲۱۳) ۔ ابن المنجم کی مذکورۃ الصدر البارع کے اسلوب کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور ابومنصور عبدالملک بن محمد الثعالبی (م ۴۲۹ ھ ۔ ۱۰۳۸ء) نے اسی نہج پر یتیمۃ الدھر فی محاسن اہل العصر مدون کی جس میں شاعروں کی بہت بڑی تعداد کا ذکر کیا (۲۱۴) اس کا ذیل ابوالحسن علی بن الحسن بن علی الباخرزی (م ۴۶۷ ھ ۔ ۱۰۷۴ء) نے دمیۃ القصر و عصرۃ اہل العصر کے نام سے لکھا (۲۱۵) ۔

پھر ابوالحسن بن زید البیہقی (م ۵۶۵ ھ ۔ ۱۱۷۰ء) نے وشاح الدمیۃ کے نام سے اس کا ذیل لکھا (۲۱۶) ۔ المبارک بن ابی بکر بن حمدان بن الشعار الموصلی (م ۶۵۴ ھ ۔ ۱۲۵۶ء) نے عقود الجمان فی شعراء الزمان (۲۱۷) اور ابوالمعالی سعد بن علی الحظیری الکتبی (م ۵۶۸ ھ ۔ ۱۱۷۲ء) نے زینۃ الدھر فی ذکر شعراء العصر (۲۱۸) اور العماد محمد بن حامد الاصبہانی الکاتب (م ۵۹۷ ھ ۔ ۱۲۰۱ء) نے خریدۃ القصر فی جریدۃ شعراء العصر لکھیں (۲۱۹) ۔

اندلس میں شعراء کے حالات کے لیے عثمان بن ربیعه الاندلسی (م ۳۱۰ ھ۔۹۲۲ء) نے طبقات الشعراء بالاندلس لکھی (۲۲۰) اور حکیم امیه بن عبدالعزیز ابن ابی الصلت (م ۵۲۹ ھ ـ ۱۱۳۵ء) نے حدیقة الادب مرتب کی (۲۲۱) ـ الفتح بن محمد بن عبیداللہ بن خاقان (م ۵۲۸ ھ ـ ۱۱۳۴ء) نے شعراء مغرب کے تراجم پر قلائد العقیان کے نام سے کتاب لکھی (۲۲۲) اور علی ابن بسام الاندلسی (م ۵۴۲ ھ ـ ۱۱۴۷ء) نے الذخیرة فی محاسن اهل الجزیرة کے نام سے ایک ضخیم کتاب مدون کی جس میں ابن بسام کے معاصرین اور کچھ عرصه پہلے گزرے ہوئے ایک سو چون اعیان ادب کے تراجم ہیں (۲۲۳) ـ

اگرچه شعراء اور لغویین کے طبقات ادباء کے ذکر پر بھی مشتمل ہیں لیکن ادباء کے تراجم الگ سے بھی لکھے گئے مثلاً یاقوت الحموی (م ٦٢٦ ھ ـ ۱۲۲۹ء) نے ارشاد الاریب الی معرفة الادیب کے نام سے ایک ضخیم معجمی دائرة المعارف تیار کیا (۲۲۴) اور ابوعمر عز بن جماعة (م ٦٧ ھ ـ ١٣٦٦ء) نے نزهة الالباء فی معرفة الادباء مدون کی (۲۲۵) ـ اندلس کے وزیر سیف وقلم لسان الدین ابن الخطیب محمد بن عبداللہ (م ٦٧٧ ھ ـ ۱۳۷۴ء) نے آٹھویں صدی هجری کے ادباء سے متعلق التاج المحلی (۲۲٦) اور مغرب کے ادیبوں کے بارے میں الاکلیل الزاهر فیما فضل عند نظم التاج من الجواهر (۲۲۷) اور غرناطه کے ادباء وفضلاء کے تراجم پر الاحاطة فی اخبار غرناطة لکھیں (۲۲۸) ـ

طبقات الصوفية والزهاد

طبقات صوفیاء پر غالباً پہلی کتاب محمد بن علی بن الحسن بن بشر الحکیم الترمذی (م ۳۲۰ ھ ـ ۹۳۲ء) نے لکھی جسے تصوف کی ایک کتاب ختم الولایة وعلل الشریعة کی تالیف پر ترمذ سے جلا وطن

کر دیا گیا تھا (۲۲۹) ۔ اس کے بعد المغرب کے ایک تذکرہ نگار ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم التمیمی المغربی الافریقی (م ۳۳۳ ھ ۔ ۹۴۵ء) نے طبقات عباد افریقیة لکھی (۲۳۰) ۔ الخشنی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

تغلب علیه الروایة والجمع ، ولم احسن عنده علماً ولا فقهاً (۲۳۱)

طبقات النساک کے نام سے دو کتابیں لکھی گئیں پہلی کتاب ابن الاعرابی احمد بن محمد ابن زیاد (م ۳۴۰ ھ ۔ ۹۵۱ء) (۲۳۲) نے اور دوسری ابومنصور معمر بن احمد بن زیاد العارف (م ۴۱۸ ھ ۔ ۱۰۲۷ء) نے لکھی (۲۳۳) ۔ ابوعبدالرحمان محمد بن الحسین السلمی (م ۴۱۲ ھ ۱۰۲۱ء) نے طبقات الصوفیة لکھی ۔ یه کتاب پانچ طبقات پر مشتمل ہے اور ہر طبقه میں بیس شیوخ کا ذکر ہے (۲۳۴) ۔ ذہبی اس کے متعلق لکھتا ہے :

کان یضع الاحادیث للصوفیة (۲۳۵)

ابوسعید محمد بن علی بن عمرو النقاش (م ۴۱۴ ھ ۔ ۱۰۲۳ء) نے طبقات الصوفیة لکھی جو ذہبی کی نظر سے گزری تھی ۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ جهضم (م ۴۱۴ ھ ۔ ۱۰۲۳ء) نے بهجة الاسرار و لوامع الانوار فی حکایات الصالحین العلماء الاخیار والصوفیة الحکماء الابرار لکھی (۲۳۶) ۔ اس کے بعد طبقات الصوفیة کی اہم ترین کتاب ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد الاصبہانی (م ۴۳۰ ھ ۔ ۱۰۳۸ء) نےحلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء مدون کی (۲۳۷) جو چار ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ، آٹھ سو زہاد کے تراجم پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے (۲۳۸) ۔ عبدالرحمان بن علی بن محمد ابن الجوزی (م ۵۹۷ ھ ۔ ۱۲۰۱ء) نے صفة الصفوة کے نام سے حلیة الاولیاء کی تلخیص و تنقیح

کی (۲۳۹) ۔ مقدمہ میں حلیۃ الاولیاء کی نو خامیاں گنوا کر اپنی کتاب میں ان کی تصحیح کا دعوی کیا (۲۴۰) ۔ ابوبکر عبداللہ بن محمد المالکی (م بعد ۴۵۳ ھ ۔ ۱۰۶۱ء) نے افریقیہ کے رہنے والے عابدوں پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ریاض النفوس فی طبقات علماء القیروان و افریقیہ و مایلیہا من بلدانہا و مراسیہا وحصونہا وسواحلہا و عبادہم ونساکہم وفضائلہم و تاریخہم رکھا (۲۴۱) ۔ مجد الدین المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری (م ٦٠٦ ھ ۔ ۱۲۱۰ء) نے المختار فی مناقب الاخیار لکھی (۲۴۲) اور الناصح ابومحمد عبدالرحمان بن نجم بن عبدالوہاب الحنبلی (م ٦٣٤ ھ ۔ ۱۲۳٦ء) نے الاستسعاد بمن لقیت من صالحی العباد فی البلاد لکھی (۲۴۳) ۔ قاسم بن محمد بن احمد الانصاری القرطبی ابن الطیلسان (م ٦٤٢ ھ ۔ ۱۲۴۴ء) نے اخبار صلحاء الاندلس تالیف کی (۲۴۴) ۔ ابن الملقن عمر بن علی الشافعی (م ۸۰۴ ھ ۔ ۱۴۰۱ء) نے طبقات الاولیاء لکھی (۲۴۵) اور احمد بن احمد الشرجی الیمنی (م ۸۹۳ ھ ۔ ۱۴۸۸ء) نے طبقات الخواص من اہل الصدق والاخلاص کے نام سے سیر اولیاء یمن پر کتاب لکھی (۲۴٦) ۔

طبقات الاطباء والحکماء

کتب طبقات کی فہرست پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات اطباء و حکماء کے موضوع کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی جتنی دیگر اصناف طبقات کو دی گئی ہے ۔ اس موضوع پر جو معدودے چند کتابیں مدون کی گئیں ان میں بھی طبقات کے علمی مفہوم کو بہت کم پیش نظر رکھا گیا بلکہ انہیں تاریخ اطباء و حکماء کا نام دینا زیادہ صحیح ہے ۔

فلاسفه اور اطباء کے حالات پر سب سے پہلی کتاب فرفوریوس الصوری نے کتاب اخبار الفلاسفه کے نام سے لکھی (٢٤٧) ۔ ابن العبری کے مطابق اس کا زمانہ نبوغ ٥٩٦ ۔ ٦١٤ اسکندری ہے (٢٤٨) ۔ اس کے بعد اسکندریہ کے یحیی النحوی (م ١٩ھ ۔ ٦٤٠ء) نے تاریخ الاطباء والحکماء کے نام سے ایک کتاب لکھی ۔ اسحاق بن حنین (م ٢٩٨ ھ ۔ ٩١١ء) نے اس کا عربی میں ترجمه کیا (٢٤٩) ۔ حنین بن اسحاق (م ٢٦٤ھ ۔ ٨٧٧ء) نے نوادر الاطباء کے نام سے بعض اطباء کے نادر طبی تجربات اور اقوال جمع کیے ہیں جسے غلطی سے بعض باحثین نے تاریخ الحکماء والاطباء سمجھ لیا ہے (٢٥٠) ۔ یوسف بن ابراهیم ابن الدایه (م ٢٦٥ ھ ۔ ٨٧٨ ء) نے اخبار الاطباء کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی (٢٥١) ۔ اس کے بعد فثیون الترجمان (م ٢٣٢ ھ ۔ ٨٤٦ء میں زنده تھا) نے اطباء و حکماء کے حالات پر کوئی کتاب تالیف کی لیکن اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا (٢٥٢) ۔ ابن الندیم (م ٣٨٠ ھ ۔ ٩٩٠ء) کی الفهرست اگرچه تراجم یا طبقات کی کتاب نہیں ہے تاهم اس کا ایک طویل باب فلاسفه ، مناطقه ، مهندسین ، اهل حساب ، منجمین ، موسیقیین اور اطباء کے حالات و کوائف اور ان کی تالیفات پر ہے ۔ ابن الندیم کے اندلسی هم عصر ابوداؤد سلیمان بن حسان ابن جلجل (م بعد ٣٨٤ ھ ۔ ٩٩٤ء) نے طبقات الاطباء والحکماء کے نام سے ایک وقیع کتاب مدون کی جو اسلامی مغرب میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی اور تمام عالم اسلام میں اسحاق بن حنین کی تاریخ الاطباء کے بعد اطباء و حکماء کے سوانحی حالات پر قدیم ترین عربی ماخذ ہے (٢٥٣) ۔

ابوسلیمان محمد بن طاهر بن بهرام السجستانی المنطقی(۳۷۰ ھ ـ ۹۸۰ء) نے صوان الحکمة کے نام سے اطباء و حکماء کے حالات قلمبند کیے (۲۵۴)) جس کا ابوالحسن علی بن ابی القاسم زید بن محمد البیہقی (م ۵٦۵ ھ ـ ۱۱۷۰ء) نے تتمہ لکھا (۲۵۵) ـ عبیداللہ بن جبرئیل (م بعد ۴۵۰ ھ ـ ۱۰۵۸ء) نے کتاب مناقب الاطباء کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ابن ابی اصیبعہ اور ابن القفطی کا اہم ترین ماخذ ہے (۲۵٦) ـ قاضی صاعد بن احمد الاندلسی (م ۴٦۲ ھ ـ ۱۰۷۰ء) نے طبقات الامم کے نام سے فلاسفہ ، اطباء و حکماء کے حالات و سوانح پر ایک مختصر لیکن نہایت وقیع کتاب مدون کی (۲۵۷) ـ ابوالوفا المبشر بن فاتک (م ۵۰۰ ھ ـ ۱۱۰٦ء) نے مختار الحکم و محاسن الکلم کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جس میں اطباء و حکماء کے پرحکمت مقولوں کے علاوہ ان کے حالات زندگی بھی بیان کیے گئے تھے (۲۵۸) ـ اس کے بعد جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف بن ابراهیم الشیبانی القفطی (م ٦۴۲ ـ ۱۲۴۸ء) نے اخبار العلماء باخبار الحکماء کے نام سے معجمی انداز میں ایک مستند کتاب مرتب کی جس کی ایک تلخیص محفوظ رہ سکی ہے (۲۵۹) ـ اس میں چار سو گیارہ فلسفیوں ، طبیبوں ، ریاضی دانوں اور ماهرین فلکیات وغیرہ کے سوانح حیات ملتے ھیں ـ احمد بن القاسم ابن ابی اصیبعہ (م ٦٦۸ ھ ۱۲۷۰ء) نے عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے نام سے ایک مفصل اور تحقیقی کتاب مدون کی جس میں اس نے تمام معلوم مصادر و مآخذ سے بھرپور استفادہ کیا (۲٦۰) ـ ابن ابی اصیبعہ نے چھ سو اکیاسی افراد کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے چار سو چودہ ایسے اطباء و حکماء ھیں جن کو طراز عنوان بنا کر ان کے تراجم لکھے گئے ھیں ـ

احمد عیسیٰ بک نے معجم الاطباء کے نام سے عیون الانباء کا تکملہ لکھا ہے (۲٦۱) ۔ ابن ابی اصیبعہ کے خورد سال ہم عصر شمس الدین محمد بن محمود الشہرزوری (م بعد ٦۸۷ ھ ۔ ۱۲۸۸ء) نے نزھۃ الارواح وروضۃ الافراح فی تاریخ الحکماء کے نام سے دو جلدوں میں ایک کتاب مدون کی (۲٦۲) جس میں ایک سو تیرہ اطباء و حکماء کے حالات قلم بند کیے ۔

مذکورۂ بالا طبقات کے علاوہ خلفاء ، سلاطین اور وزراء وغیرہ پر مستقلاً بکثرت کتابیں تالیف کی گئیں (۲٦۳) ۔ لیکن انہیں طبقاتی ادب میں شامل کرنا تعسف سے خالی نہیں البتہ بعض دیگر طبقات پر اکا دکا تالیفات موجود ہیں مثلاً ابوالقاسم عبداللہ بن احمد محمود الکعبی اللخمی (م ۳۱۹ ھ ۔ ۹۳۱ء) اور قاضی عبدالجبار بن احمد بن عبدالجبار الھمدانی (م ۴۱۵ ھ ۔ ۱۰۲۵ء) نے طبقات المعتزلۃ لکھیں (۲٦۵) ۔ ابوعبیدہ معمر بن المثنی (م ۲۱۰ ھ ۔ ۸۲۵ء) نے طبقات الفرسان مرتب کی (۲٦٦) ۔ ابوبکر محمد بن فورک (م ۴۰٦ ھ ۔ ۱۰۱۵ء) نے طبقات المتکلمین اور ابوعبداللہ محمد بن عمران بن موسیٰ البغدادی (م ۳۷۴ ھ ۔ ۹۸۴ء) نے اخبار المتکلمین مدون کیں (۲٦۷) ۔ احمد بن سلیمان ابن کمال باشا (م ۹۴۰ ھ ۔ ۱۵۳۳ء) نے طبقات المجتہدین فی مذہب الحنفیۃ لکھی (۲٦۸) اور حسن بن حسین بن خلال نے طبقات المعبرین کے نام سے سات ہزار پانچ سو مشاہیر معبرین کے تراجم لکھے جنہیں پندرہ طبقات پر تقسیم کیا (۲٦۹) ۔

طبقاتی ادب میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب محمد بن ابراہیم المناوی (م ۸۰۳ ھ ۔ ۱۴۰۱ء) کی الطبقات الوسطی ہے جس میں ان

لوگوں کے تراجم ھیں جو مؤلف کی زندگی کے بعد پیدا ہوئے۔ مؤلف نے کشف کی بنیاد پر ان کے تراجم لکھے (۲۷۰)۔

تـراجـم عــامه

تراجم وطبقات کے موضوع پر پہلے پہل تراجم خاصه کی کتابیں مدون کی گئیں جن میں کسی ایک فرع علم سے تعلق رکھنے والے اعیان کے تراجم یک جا کیے گئے لیکن تراجم عامه کا موضوع بھی زیادہ دیر تک مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کی نگاھوں سے اوجھل نہیں رھا ۔ اگرچه مشرق میں اس سلسله میں پہلی نمائندہ کوشش بہت دیر سے ھوئی جس کا سہرا ابن خلکان (م ٦٨١ ھ۔ ١٢٨٣ء) کے سر بندھا ہے لیکن اسلامی مغرب میں چوتھی صدی ھجری سے ھی اس طرح کی کتابیں منصۂ شہود پر آنی شروع ھو گئی تھیں۔ اندلس کے رازی خانوادہ مؤرخین کی کوشش بنیادی اھمیت کی حامل ہے (۲۷۱)۔

اندلس کے جن مصنفین نے اس صنف کو اپنی بہترین صلاحیتوں کا ھدف بنایا ان میں ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی ابن الفرضی (م ۴۰۳ھ۔ ١٠١٢ء) کا نام سرفہرست ہے۔ ابن الفرضی قرطبه کا رھنے والا تھا۔ فقیه ، محدث اور خطیب تھا۔ اس نے کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا اور اس کے اشعار کا خصوصی موضوع زھد و قناعت اور دینی رجحانات تھے (۲۷۲)۔ اس نے اخبار شعراء الاندلس کے نام سے اندلس کے شعراء کے حالات پر ایک کتاب مرتب کی تھی (۲۷۳) لیکن اس کی شہرت کی اصل وجه اس کی معجم اعلام ہے جو تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس کے نام سے مشہور ہے (۲۷۳)۔

معاجم رجال عامه میں یہ قدیم ترین کتاب ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں مصنف نے انتہائی دقت و صحت کا التزام کیا ہے۔ وہ خود لکھتا ہے کہ میں نے کئی کتب تاریخ کی مراجعت کی اور مختلف لوگوں کے مصدقہ حالات حاصل کرنے کے بعد جب مجھے یقین ہو گیا تو میں نے اپنی تحقیقی معلومات اس کتاب میں درج کی ہیں (۲۷۵)۔ کئی ایک مقامات پر اس نے صراحت کی ہے کہ اسے قابل اطمینان معلومات حاصل نہیں ہو سکیں (۲۷۶)۔

ابن الفرضی کے ایک شاگرد ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن مہلب (م ۴۵۰ ھ ۱۰۵۸ء) نے ابن الفرضی کی تاریخ کا ذیل تحریر کیا جس کا نام تعلیق علی تاریخ ابن الفرضی واستلحاق رکھا (۲۷۷)۔

ابن الفرضی کے بعد ابومحمد عبداللہ بن ابراهیم الحجاری (م ۴۵۹ ھ ۱۱۵۵ء) نے تراجم عامه پر تالیفات کے کام کو آگے بڑھایا (۲۷۸)۔ اس نے چھ جلدوں میں ایک کتاب المسهب فی غرائب المغرب لکھی جس میں اهل مغرب و اندلس کے فضائل اور فتح اسلامی (۹۱ ھ ۔ ۷۱۰) سے لے کر ۵۲۹ ھ ۔ ۱۱۳۵ء تک کے علماء و فضلاء کے تراجم بمع نمونه کلام اور تاریخی و جغرافیائی معلومات مرتب کیے۔ بنو سعید نے اسی کتاب کو آخری شکل دے کر المغرب فی حلی المغرب کا نام دیا اور المقری نے نفح الطیب کی تالیف میں اس سے بھرپور استفادہ کیا (۲۷۹)۔

ابن الفرضی کی کتاب کا تکمله ابن بشکوال نے لکھا ۔ ابن بشکوال ابوالقاسم خلف بن عبدالملک بن مسعود (م ۵۷۸ ھ ۔ ۱۱۸۲ء) نے مختلف علوم میں تقریباً پچاس کتابیں تصنیف کیں جن میں اهم ترین کتاب الصلة ہے جو تاریخ علماء الاندلس کا تکمله ہے۔

ابن بشکوال نے اس میں اندلس کے ائمہ محدثین ، فقہاء اور ادباء کے حالات قلم بند کیے (٢٨٠) ۔ ابن ابار اس کے بارے میں لکھتا ہے :

"معاجم تراجم میں وہ ذروۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا ۔ اس فن میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہ تھا ۔ سب اس کی سبقت اور برتری کو تسلیم کرتے تھے اور اس سے استفادہ کرتے تھے حتیٰ کہ ابن بشکوال کے استاذ ابوالعباس الحریف الزاهد نے بھی اس سے استفادہ کیا ۔ اس کی کتاب انتہائی مفید اور بلند قیمت ہے جس کے استعمال کے بغیر اهل علم کو کوئی چارۂ کار نہیں" (٢٨١)

ابن بشکوال کی کتاب الصلة سے جو افراد رہ گئے تھے ان کے تذکرہ کے لیے کئی دیگر مؤلفین نے ابن بشکوال کے انداز پر کتاب الصلة کے تکملے لکھے ۔ ان میں سے ابوبکر محمد بن عبداللہ التجیبی (م ٥٥٨ ھ ۔ ١١٦٢ء) نے مجموع فی رجال الاندلس اور ابن الزبیر نے صلة الصلة لکھیں (٢٨٢) اور ابوالقاسم بن حبیش عبدالرحمان بن محمد بن عبداللہ الانصاری (م ٥٨٤ ھ ۔ ١١٨٨ء) نے جو الضبی کا استاذ تھا تتمہ لکھا (٢٨٣) ۔

ابوعبداللہ محمد بن فتوح الازدی الحمیدی (م ٤٨٧ ھ ۔ ١٠٩٥ء) نے جذوة المقتبس کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی (٢٨٤) جس میں ٤٤٩ھ ۔ ١٠٥٨ء تک کے افراد کے تراجم لکھے لیکن اس میں بہت اغلاط تھیں ۔ ابوجعفر احمد بن یحیی بن احمد الضبی (م ٥٩٩ ھ ۔ ١٢٠٢ء) نے جذوة المقتبس کا تکملہ بغیة الملتمس فی تاریخ رجال الاندلس کے نام سے لکھا (٢٨٥) جس میں الحمیدی کی اغلاط کی تصحیح کی اور ٥٩١ ۔ ١١٩٥ء تک وفات پانے والے افراد کے تراجم

لکھے اور ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھا ۔ ان افراد کا بھی ذکر کیا جو مشرق سے آکر اندلس میں آباد ہوئے ۔ الضبی کی معلومات کئی مقامات پر ابن بشکوال سے مطابقت رکھتی ھیں جس سے اندازہ ھ ہے کہ اس کے مصادر تاریخی بھی قابل اعتماد ھیں ۔

اندلس کا سب سے بڑا معجمی تذکرہ نگار ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر القضاعی ابن ابار (م ٦٣٥ ھ ۔ ١٢٣٨ء) ہے ۔ ابن ابار نے ابن بشکوال کی کتاب الصلة کا ذیل کتاب التکملة لکتاب الصلة کے نام سے لکھا (٢٨٦) ۔ ابن ابار اپنی کتاب کے بارے میں خود لکھتا ہے :

"ابن بشکوال کی کتاب میں بہت کم اغلاط تھیں جن پر میں نے اپنی کتاب میں متنبہ کر دیا ہے ۔ اور جو چیز اس سے رہ گئی یا بھول گیا میں نے اس کا اندراج کر دیا ہے اور جو باتیں میرے نزدیک راجح تھیں ان کو بیان کر دیا ہے لیکن میں نے تمام اصحاب تراجم کا جو ابن بشکوال نے ذکر کیے ھیں استقصاء نہیں کیا جیسا کہ اس نے ابن الفرضی کے ذکر کردہ تمام افراد کا تذکرہ نہیں کیا (٢٨٧) ۔

جدید ناقدین کی رائے میں ابن ابار کی تالیفات حسن و خوبی کا مرقع ھیں ۔ ڈوزی لکھتا ہے :

"ابن ابار راست گو مؤرخ ہے اس کے پاس انتہائی اھم دستاویزات تھیں جن سے اس نے اپنی تالیفات کی تدوین میں مدد لی ۔ مزید برآں وہ صحیح اور قوی ناقدانہ ملکہ کا حامل اور قدیم عرب اھل قلم کے سے احساسات اور اسلوب نگارش کا مالک تھا جو اس کے معاصر مصنفین

میں نادرالوجود ہے »(۲۸۸) ۔

ابن ابار کی دوسری اهم تالیف الحلة السیراء ہے جو امراء ، خلفاء، وزراء اور اعیان حکومت کے تراجم کا مجموعہ ہے جس میں ان کے نمونہ ہائے کلام بھی ھیں ۔ ڈوزی اس کے بارے میں لکھتا ہے :

«میں بالصراحت بلا مبالغه یه کہتا ہوں که یه عظیم القدر کتاب ہے جو مختلف موضوعات اور بے شمار معلومات پر مشتمل ہے اور مغرب و اندلس کی تاریخ کی حیرت انگیز تصویر کشی کرتی ہے اور بہت سی ایسی معلومات بہم پہنچاتی ہے جو کسی دوسری جگه دست یاب نہیں ہوتیں »(۲۸۹) ۔

جیسا که اوپر بیان کیا گیا ہے مشرق میں تراجم عامه کی صنف کا موجد ابوالعباس احمد بن محمد بن ابراهیم ابن خلکان (م ٦٨١ ھ ۔ ۱۲۸۳ء) ہے جس نے معجمی ترتیب پر وفیات الاعیان و انباء انباء الزمان تالیف کی «(۲۹۰) ۔ یه کتاب جو تقریباً اٹھارہ سال (٦٥۴ ۔ ٦٧٢ ھ ۔ ۱۲٥٦ ۔ ۱۲٧۴ء) ترتیب و تدوین اور حک و اضافه کے مراحل میں رہی آٹھ سو پچپن افراد کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی تدوین میں ابن خلکان نے درج ذیل تخطیط پیش نظر رکھی ہے :

۱ ۔ صرف اس شخص کا ترجمه درج کیا جائے گا جس کی تاریخ وفات معلوم ہوگی ۔

۲ ۔ صحابه اور تابعین میں سے چند افراد کے علاوہ کسی کا ذکر نہیں کیا جائے گا ۔

۳ ۔ خلفاء کا ذکر نہیں ہوگا ۔

۴ ۔ مصنف کے معروف معاصرین کا تذکرہ ہوگا خواہ ان سے مصنف کی ملاقات ہوئی ہو یا نه ۔

۵ ـ کتاب کو کسی ایک طبقے مثلاً علماء ، بادشاہ ، وزراء ، شعراء وغیرہ کے ساتھ مختص نہیں کیا جائے گا بلکہ ہر مشہور آدمی کا ترجمہ درج کیا جائے گا خواہ وہ کسی طبقے سے ہو۔

٦ ـ ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھا جائے گا ـ

۷ـ جس شخص کی تاریخ ولادت معلوم ہو سکی وہ درج کر دی جائے گی اور جہاں تک ہو سکا سلسلۂ نسب بیان کر دیا جائے گا ـ

۸ ـ جن الفاظ میں تصحیف کا امکان ہے ان کا تلفظ ضبط کر دیا جائے گا ـ

۹ ـ کتاب میں تنوع پیدا کرنے کے لیے صاحب ترجمہ کے محاسن میں کوئی نادر چیز ، عمدہ اشعار یا طنز و مزاح کی کوئی بات ہوئی تو وہ نقل کر دی جائے گی (۲۹۱) ـ

اگرچہ ابن خلکان نے اپنی اس تخطیط سے گاہے گاہے تخلف کیا ہے ـ الیافعی نے مرآۃ الجنان میں اس پر تعقب کیا (۲۹۲) لیکن اتنی سی بات سے کتاب کی اہمیت اور افادیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ـ بلاشبہ یہ کتاب نہ صرف یہ کہ خود تراجم عامہ کے کتب خانہ کی اہم ترین کتاب ہے بلکہ مزید کئی اہم کتابوں کی تدوین کا باعث بنی جن میں وفیات الاعیان کے دو ذیل ابن شاکر الکتبی کی فوات الوفیات اور الصفدی کی الوافی بالوفیات نمایاں حیثیت کے حامل ھیں ـ

صلاح الدین محمد بن شاکر الکتبی (م ۷٦۴ ھ ـ ۱۳٦۳ء) نے وفیات الاعیان کے اسلوب اور تخطیط کی پابندی کرتے ہوئے فوات الوفیات مرتب کی (۲۹۳) جس میں پانچ سو بہتر تراجم

ہیں ۔ ان میں سے سات وہ ہیں جن کا ذکر ابن خلکان کے ہاں ہو چکا ہے۔

خلیل بن ایبک بن عبداللہ الصفدی (م ۷۶۴ھ ۔ ۱۳۶۳ء) نے الوافی بالوفیات کے نام سے وفیات الاعیان کا جو تکملہ لکھا وہ اپنے حجم اور احاطۂ تراجم میں اول الذکر پر بہت زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔ الوافی بالوفیات تراجم کی تیس جلدوں میں ایک ضخیم معجم ہے جن میں سے بعض جلدیں کئی کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں (۲۹۴) ۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار کو مکمل تصنیف کے محفوظ ہونے میں شبہ ہے۔ کیوں کہ G. Gabrieli کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دو حصے غائب ہیں ۔ نیز ایک ہی مضامین کی جلدوں پر بعض جگہ مختلف نمبر ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تصنیف کے مضامین کو مختلف کاتبوں نے مختلف حجم کی جلدوں میں تقسیم کر دیا تھا (۲۹۵) ۔ الوافی کے محفوظ حصوں میں چودہ ہزار سے اوپر تراجم ہیں اور ان میں کئی ایسے اشخاص شامل ہیں جن کے سوانح حیات اس نوع کی دوسری کتب میں نہیں ملتے ۔

الصفدی نے الوافی بالوفیات کا چھ جلدوں میں ایک خلاصہ اعیان العصر و اعوان النصر کے نام سے تیار کیا تھا (۲۹۶) جس میں اس نے اپنے معاصرین کے حالات دیے ہیں ۔ اس کتاب سے زیادہ تر ابن حجر العسقلانی نے اپنی کتاب الدرر الکامنه میں اقتباس کیا ہے (۲۹۷) ۔

شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (م ۷۴۸ھ ۔ ۱۳۴۸ء) نے تاریخ و تراجم پر متعدد ضخیم کتابیں مرتب کیں جن میں سے تاریخ اسلام (۲۹۸) کو دس دس سال کے طبقات میں تقسیم کیا البتہ سیر اعلام النبلاء میں طبقات کی درجہ بندی اس سے بہتر ہے۔ اس

کتاب کا مطبوعہ نسخہ تیرہ مجلدات اور پینتیس طبقات پر مشتمل ہے (۲۹۹) ۔ ذہبی نے ایک جلد میں اس کا ذیل بھی لکھا تھا لیکن وہ کہیں دستیاب نہیں ہوا ۔(۳۰۰)

سیر اعلام النبلاء کی پہلی اور دوسری جلد سیرت النبی اور سیر خلفاء راشدین پر ہے ۔ تیسری جلد میں عشرہ مبشرہ کے ذکر سے آغاز کیا گیا ہے اور ترتیب نزولی برقرار رکھی گئی ہے ۔ تیرھویں جلد کا آخری ترجمہ سلطان المنصور علی بن المعز ایبک الترکمانی (حدود ۷۰۰ھ ۔ ۱۳۰۰ء) کا ہے ۔

سیر اعلام النبلاء تراجم کی ان اولین کتابوں میں سے ہے جن میں عصور سابقہ کے تمام مشاہیر کا تذکرہ آ گیا ہے ۔ اس سے پہلے تراجم کی کتب کسی ایک طبقہ کے ساتھ خاص تھیں یا کسی ایک عصر کے ساتھ یا ان کے ساتھ کچھ ایسی قیود تھیں جن کی وجہ سے ان کی عمومیت متاثر ہوئی جیسے وفیات الأعیان ۔ البتہ اسی عہد کی ایک اور کتاب جس کا اوپر ذکر ہوا ہے یعنی الصفدی کی الوافی بالوفیات اس سے زیادہ ضخیم اور جامع ہے ۔

جن تراجم نگاروں نے محدود زمانے کے اعیان کے تراجم لکھے تھے غالباً ان سے متاثر ہو کر اسی قسم کے سو سو سال کے طبقات کے مرتب کرنے کا خیال سب سے پہلے الذہبی کے معاصر علم الدین القاسم بن محمد بن یوسف البرزالی (م ۷۳۹ھ ۔ ۱۳۳۹ء) کو آیا جس نے الوفیات میں یہی اسلوب اختیار کیا (۳۰۱) ۔ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ ۔ ۱۴۴۹ء) کی الدرر الکامنۃ فی اعیان المئۃ الثامنۃ (۳۰۲) کی تالیف سے تراجم نگاری کے اس نئے اسلوب کو رواج ملا ۔ ابن حجر نے آٹھویں صدی کے پانچ ہزار چار سو تینتالیس مردوں اور عورتوں

کے حالات کو جن میں اعیان ، علماء ، ملوک ، امراء ، کتاب ، وزراء ، ادباء شعراء اور رواۃ الحدیث شامل ھیں ابجدی ترتیب سے مدون کیا (۳۰۳) ۔

بعد کی صدیوں کے مؤرخین نے اس طریقے کو جاری رکھا چنانچہ ابن حجر کے شاگرد اور نویں صدی کے نامور مؤرخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمان السخاوی (م ۹۰۲ ھ ۔ ۱۴۹۷ء) نے نویں صدی ھجری کے مشاھیر کے حالات الضوء اللامع لاھل القرن التاسع میں محفوظ کر دیے (۳۰۴) ۔ السخاوی نے یہ کتاب ۸۹٦ ھ ۱۴۹۱ء میں مکمل کی ۔ کتاب بارہ جلدوں میں ہے اور ھزارھا علماء ، فضلاء ، ادباء شعراء اور اعیان کے سوانح حیات پر مشتمل ہے ۔ آخری جلد میں ایک ھزار پچھتر اھل علم خواتین کے حالات مندرج ھیں ۔ یہ کتاب نویں صدی ھجری کے معاشی ، علمی ، تعلیمی ، سیاسی اور ثقافتی حالات کا دائرۃ المعارف ہے اور صدی وار تراجم کے سلسلے میں ایک اھم کڑی ہے (۳۰۵) ۔

صدی وار تراجم کا سلسلہ آگے بڑھتا رھا ۔ دسویں صدی ھجری کے اعیان پر نجم الدین الغزی (م ۱۰٦۱ ھ ۔ ۱٦۵۰ء) نے الکواکب السائرۃ باعیان المئۃ العاشرۃ لکھی (۳۰٦) ۔ مصنف نے کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا پہلے حصہ میں ۹۰۱ ھ سے ۹۳۳ ھ تک ، دوسرے میں ۹۳۴ ھ سے ۹٦٦ ھ تک اور تیسرے میں ۹٦۷ ھ سے صدی کے آخر تک وفات پانے والے لوگوں کے تراجم ھیں ۔ ھر حصہ معجمی انداز پر مرتب کیا گیا البتہ جن لوگوں کے نام محمد تھے ان کا پہلے ذکر کیا ہے ۔ قرن عاشر سے متعلق ایک دوسری کتاب النور السافر عن اخبار القرن العاشر سنین کی ترتیب سے ہے (۳۰۷) ۔ دسویں

اور گیارھویں صدی کے مشاهیر کے تراجم پر حسن بن محمد البورینی (م ۱۰۲۴ ھ ـ ۱۶۱۵ء) نے تراجم الاعیان من ابناء الزمان لکھی (۳۰۸) جس میں دو سو پانچ افراد کے احوال ھیں ـ فضل اللہ بن محب اللہ المحبی نے ۱۰۷۸ ھ ـ ۱۶۶۷ء میں اس پر ذیل لکھا (۳۰۹) ـ گیارھویں صدی کے مشاهیر کے تراجم پر فضل اللہ کے بیٹے محمد امین بن فضل اللہ المحبی نے خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر تالیف کی (۳۱۰) ـ گیارھویں اور بارھویں صدی سے متعلق محمد بن طیب القادری (م ۱۱۸۷ ھ ـ ۱۷۷۳ء) کی نشر المثانی لاھل القرن الحادی عشر والثانی وفیات کے اسلوب پر ہے (۳۱۱) ـ اور بارھویں صدی کے اعیان سے متعلق محمد خلیل آفندی المرادی (م ۱۲۰۶ ھ ـ ۱۷۹۱ء) نے مسلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر معجمی ترتیب سے مدون کی (۳۱۲) ـ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (م ۱۲۵۰ ھ ـ ۱۸۳۴ء) نے ساتویں صدی هجری سے اپنے عهد تک کے ان علماء کے تراجم جمع کیے ھیں جو مجتهدانه بصیرت کے حامل تھے ـ البدر الطالع لمحاسن من بعد القرن السابع (۳۱۳) میں شوکانی نے ساتویں صدی هجری کی تحدید اس لیے کی که ان لوگوں کا جواب هو جائے جن کی رائے میں ساتویں صدی هجری کے بعد اجتهاد کا دروازه بند هو گیا کیونکه مجتهدانه بصیرت کا حامل کوئی عالم پیدا نهیں هوا (۳۱۴) ـ عبدالرزاق بن حسن البیطار المیدانی (م ۱۳۳۵ ھ ـ ۱۹۱۶ء) نے حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر تالیف کی (۳۱۵) ـ احمد تیمور پاشا (م ۱۳۴۸ ھ ـ ۱۹۲۹ء) نے تراجم اعیان القرن الثالث عشر و اوائل الرابع عشر کے نام سے ایک مختصر رساله لکھا جس میں مؤلف سمیت پچیس افراد کے تراجم ھیں (۳۱۶) ـ جرجی زیدان (م ۱۳۳۲ ھ ـ

۱۹۱۴ء) نے تراجم مشاهیر الشرق فی القرن التاسع عشر مرتب کی (۳۷) ۔ تراجم علماء هند پر طبقاتی انداز سے جامع کتاب نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ ھ ۔ ۱۸۸٦ء) نے مدون کی (۳۸) ۔ ۔ کتاب کی داخلی ترتیب حروف ابجد کے مطابق ہے ۔

علاوه ازیں تراجم کی متعدد ایسی کتابیں هیں جو سنین ، عصور، بلاد وغیره کے اسلوب پر مرتب کی گئی هیں یا اصلاً تاریخ کی کتابیں هیں لیکن ان میں اعیان و مشاهیر کے تراجم ، خدمات ، وفیات وغیره موجود هیں ان سب کا استقصاء ممکن ہے نه مطلوب ۔ البته اس باب میں دو اهم ترین کتابوں کا ذکر ضروری خیال کیا جاتا ہے جو مشاهیر کے تراجم سے متعلق هیں ان کی عمومی ترتیب هجائی اور صاحب ترجمه کے اپنے نام اور والد کے نام کے اشتراک کی صورت میں داخلی ترتیب سنین کے اعتبار سے ہے ۔ ان میں پہلی کتاب خیرالدین الزرکلی کی الاعلام اور دوسری عمر رضا کحاله کی معجم المؤلفین ہے ۔ ان دونوں کتابوں میں یه امر مشترک ہے که دونوں صاحب ترجمه کا نام ، سلسلۂ نسب ، لقب ، کنیت ، تاریخ ولادت و وفات اگر معلوم هوں ورنه قرن کا تعین ، بعض اساتذه کے اسماء ، موطن ، اهم سفر ، تالیفات (اگر زیاده هوں تو صرف اهم تالیفات) اور اختصاصات کا ذکر کرتے هیں ۔ نیز صاحب ترجمه کے بارے میں مزید معلومات کے لیے مخطوط اور مطبوع مراجع ، کتب اور مجلات کی بمع جلد و صفحه نمبر وغیره حواله دیتے هیں ۔ ان تمام معلومات کے باوجود ترجمه چند سطروں سے متجاوز نہیں هوتا ۔ الاعلام کی مزید خصوصیت یه ہے که اس نے مؤلفین پر اکتفا نہیں کیا بلکه دیگر مشاهیر و اعیان کے تراجم

بھی دیئے ھیں اور ترجمہ معجم المؤلفین کی بہ نسبت زیادہ پر از معلومات ، تالیفات کی زیادہ تعداد اور ان کے مطبوع ، مخطوط یا نامعلوم ہونے کی نشان دھی کا بھی التزام کیا ہے۔ نیز اس نے کئی مشاہیر کے نمونۂ خط اور تصاویر کو بھی کتاب میں شامل کیا اور کتاب کے آخر میں مراجع و مصادر کی فہرست اور کیفیت بھی دی۔ جب کہ معجم المؤلفین میں ترجمہ مختصر ہے اور ہر مؤلف کی زیادہ سے زیادہ پانچ کتابوں کے نام درج ھیں۔ البتہ اس میں الاعلام کی بہ نسبت زیادہ افراد کے تراجم ھیں (۳۱۹)۔

الغرض طبقات و تراجم کا موضوع ایسا ہے کہ ابتداء عہد تدوین سے لے کر دور حاضر تک مسلم مؤلفین نے اس کو بطور خاص اپنی تحقیق اور توجہ کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ ان میں سے تقریباً ہر کتاب اور ہر صنف کتب ایسی ہے کہ اس پر مستقلاً تحقیقی کام کی گنجائش اور ضرورت ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور ، لسان العرب ، دار صادر بیروت ، ۱۰ :۲۰۹

۲۔ قرآن ، ۷۱ : ۱۵

۳۔ لسان العرب ، ۱۰ : ۲۱۰

۴۔ الخوارزمی ، ابوعبداللہ محمد بن احمد ، مفاتیح العلوم ، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ قاھرۃ ، ۹۳

۵۔ لسان العرب ، ۱۰ :۲۱۱

٦۔ فیروز آبادی ، مجدالدین محمد بن یعقوب ، القاموس المحیط ، موسسۃ الحلبی القاھرۃ ، ۳ : ۳۵٦

۷۔ حضرت عباس کا قول ہے۔ لسان العرب ، ۱۰ :۲۱۱

۸۔ لسان العرب ، ۱۰ : ۲۱۱

۹۔ ابن عبدالبر ، یوسف بن عبداللہ ، الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ، القاھرۃ ۱۳۵۸ ، ص ۳

۱۰ ـ فیروز آبادی ، ۳ : ۳۵۶ ؛ لسان العرب ، ۱۰ : ۲۱۱
۱۱ ـ قــرآن ، ۹ : ۱۰۰ ـ زیر بحث طبقاتی تصور کا ہمارے عہد کے معاشی طبقات کے تصور سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
۱۲ ـ ایضــاً ، ۵۷ : ۱۰
۱۳ ـ بخاری ، کتاب المغازی ، ۹ ، ۳۶ ؛ مسلم کتاب الجہاد ، ۹۸
۱۴ ـ مسند احمد ، دار صادر بیروت ، ۳ : ۱۳۶
۱۵ ـ الترمذی ، کتاب المناقب ، ۵۷ ، ۵۸
۱۶ ـ بخاری ، کتاب المغازی ، ۳۱۴
۱۷ ـ بخاری ، کتاب الشہادات ، ۹ ، فضائل اصحاب النبی ، ۱ ، و مواضع متعددہ
۱۸ ـ الاستیعاب ، ۶ ـ ۱۹
۱۹ ـ طبقات ابن سعد ، دارصادر بیروت ۱۹۶۸ ، ۳ : ۶
۲۰ ـ حاجی خلیفہ ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ، استانبول ۱۳۶۴ ، ۸۷
۲۱ ـ قــرآن ، ۴۹ : ۶
۲۲ ـ بخاری ، کتاب العلم ، ۳۸ ، کتاب الجنائز ، ۳۳، ومواضع متعددہ
۲۳ ـ مسلم ، مقدمہ ، ۱ : ۱۵ ؛ الذہبی ، تذکرۃ الحفاظ ، حیدرآباد دکن ۱۹۵۷ ، ۱۰۵۴ ؛ ابن ابی حاتم الرازی الجرح والتعدیل حیدرآباد دکن ۱۹۵۲ ، ۱ : ۱۶ ؛ ابن تیمیہ منہاج السنۃ ، طبع بولاق ۱۳۲۱ ، ۳ : ۹۶
۲۴ ـ خطیب بغدادی ، الکفایۃ فی علم الروایۃ ، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ ، ۳۹۲
۲۵ ـ السیوطی ، جلال الدین عبدالرحمان ، تدریب الراوی شرح تقریب النواوی ، القاہرہ ۱۳۰۷ ، ۱۸۳
۲۶ ـ الزرقانی ، شرح الموہب اللدنیۃ ، قاہرہ ۱۲۹۱ ، ۵ : ۳۵۳
۲۷ ـ مقدمہ الاصابۃ بحوالہ سیرت النبی ، شبلی نعمانی ، ۱ : ۶۴
۲۸ ـ الذہبی ، میزان الاعتدال فی تراجم الرجال ، دارالمعرفۃ بیروت ۱:۲ ؛ خلیفہ ، ۵۸۲ ؛ اسماعیل پاشا البغدادی ، ہدیۃ العارفین ، استانبول ۱۹۵۱ ، ۳ : ۵۱۳
۲۹ ـ تدریب الراوی ، ۲٦۷ ؛ ابن حجر العسقلانی ، تقریب التہذیب ، نولکشور ہند ۱۲۹۰ ، ۳۰۳
۳۰ ـ ارسال : المرسل ہو حدیث التابعی الکبیر الذی لقی جماعۃ من الصحابۃ وجالسہم اذا قال قال رسول اللہ : مقدمہ ابن الصلاح مطبوعہ حلب ۱۹۳۱ ، ص ۵۶
۳۱ ـ انقطاع : المنقطع منہ الاسناد الذی فیہ قبل وصول الصحابی راو لم یسمع من الـذی فوقہ والساقط بینہا غیر مذکـور لامعیناً ولامبہماً . العراقی ، التقیید والایضاح شرح مقدمۃ ابن الصـلاح مطبوعہ حلب ۱۹۳۱ ، ص ۶۳
۳۲ ـ المفضل مایرویہ تابعی التابعی قائلاً فیہ قال رسول اللہ ... وکذلک من ہو دونہ عن رسول اللہ غیر ذاکر للوسائط بینہ وبینہم . مقدمۃ ابن الصـلاح ، ۶۵
۳۳ ـ تدلیس الاسناد ہو ان یروی عمن لقیہ مالم یسمعہ منہ موہماً انہ سمعہ منہ اوعمن عاصرہ ولم یلقہ موہما انہ قدلقیہ وسمعہ منہ . ایضاً ، ۷۸

۳۴ ـ الطباخ ، محمد راغب ، الثقافۃ الاسلامیۃ ، حلب ۱۹۵۰ ، ص ۳۳۶

۳۵ ـ السخاوی ، محمد بن عبدالرحمن ، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ، دمشق ۱۹۳۰ ، ص ۹

۳۶ ـ ابن الفرضی ، عبداللہ بن یوسف ، تاریخ العلماء والرواۃ للعلم بالاندلس ، القاہرہ ۱۹۵۴ ، ۱ : ۲۲۵ ؛ ابن فرحون ، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان المذہب ، القاہرہ ۱۳۲۹ ، ۱۵۴ ؛ الضبی ، ابوجعفر احمد بن عمیرہ ، بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس ، میڈرڈ ۱۸۸۴ ، ۳۶۴ ، المقری ، نفح الطیب ، بیروت ۱۹۶۸ ، ۱ : ۳۳۱

۳۷ ـ مسلم ، مقدمہ ، ۱ : ۲۶

۳۸ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹ ـ ۱۰

۳۹ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰

۴۰ ـ ایضاً

۴۱ ـ المعجم الوسط ، المکتبہ العلمیہ طہران ، ۱ : ۱۳

۴۲ ـ المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم ، القاہرہ ۱۳۶۱ ، ص ۸۹

۴۳ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۷

۴۴ ـ روزنتھال کی تحقیق کے مطابق غر بن جماعۃ سے مراد عبدالعزیز بن محمد (م ۷۶۷ ھ ـ ۱۳۶۶ء) ہے نہ کہ محمد بن ابی بکر (م ۸۱۹ ھ ـ ۱۴۱۶ء) ملاحظہ ہو محمد یوسف ، حاشیہ اردو ترجمہ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۷

۴۵ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۴۶

۴۶ ـ ایضاً

۴۷ ـ مخطوطات برلن ، برٹش میوزیم اور دارالکتب المصریہ میں ہیں ـ

۴۸ ـ فہرسۃ ابن خیر طبع سرقسطہ ۱۸۹۳ء ، ۲۷ ـ یہ کتاب ناپید ہے ـ

۴۹ ـ ملاحظہ ہو ، دائرہ معارف اسلامیہ ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ۱۲ : ۳۰۶ ـ ۸

۵۰ ـ کتاب الوزراء والکتاب القاہرہ ۱۹۳۸ء ، ۲ ـ ۳

۵۱ ـ مشہور مقولہ ہے "الشعر دیوان العرب" ـ تفصیلات کیلئے : عبدالعزیز الدوری ، بحث فی نشأۃ علم التاریخ عند العرب ، بیروت : ۱۹۶۰ء

۵۲ ـ السیوطی ، الشماریخ فی التاریخ ، لیڈن ۱۸۹۴ء ، ۹

۵۳ ـ الثقافۃ الاسلامیۃ ، ۲۸۶

۵۴ ـ علم التاریخ عند العرب ، ۱۳ ؛ تاریخ یعقوبی ، ۲ : ۶

۵۵ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۹ ؛ خلیفہ ، ۷۴۷

۵۶ ـ جامع بیان العلم ، ۱ : ۷۷

۵۷ ـ عیون الاثر ، ۱ : ۸۱ ؛ ، حلیۃ الاولیاء ، ۳ : ۳۶۰ ؛ خلیفہ ، ۷۴۷

۵۸ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ۱ : ۱۰۲ ؛ تہذیب التہذیب ، ۹ : ۴۳۵ ؛ سیر اعلام النبلاء ۴۰ : ۴ : ۴۳۵ ـ ۶ ؛ ابن خلکان ، وفیات الاعیان ، ۳ : ۷۷ ـ ۹

۵۹ ـ ابن الندیم ، الفہرست ، ۱۰۲ ؛ اخبار الماضیین ، ۳۱۲ ـ ۳ ؛ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدرآباد

دکن سے ۱۳۴۷ھ میں اخبار عبیدبن شریہ الجرھمی فی اخبار الیمن واشعارھا وانسابھا کے نام سے کتاب التیجان فی ملوک حمیر کے ساتھ شائع ہوئی۔

۶۰۔ یاقوت ، ارشاد الدریب ، ۱۹ ، ۲۳ ۔ ۷ ؛ میزان الاعتدال ، ۳ : ۲۶۷ ؛ لسان المیزان ، ۶ : ۲۱۳ ؛ ابن خلکان ؛ ۶ : ۷۔ ۱۱) نے اس کی تاریخ وفات ۱۸۱ھ لکھی ہے جو تمام مصادر کے خلاف ہے۔

۶۱۔ ذھبی ، تاریخ الاسلام ، ۵ : ۳۱۱ ؛ مرآۃ الجنان ، ۱ : ۲۷۳ ؛ ھدیۃ العارفین ، ۴۹۹

۶۲۔ الاعلان بالتوبیخ ، ۸۸ ۔ ۱۰۹

۶۳۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ المدینی (م ۲۳۴ھ ۸۴۹ء) کی معرفۃ من نزل من الصحابۃ سائر البلدان ، ابو محمد عبداللہ بن عیسی المروزی (م ۲۹۳ھ ۹۰۶ء) کی کتاب المعرفۃ ، ابو حاتم محمد بن حبان بستی (م ۳۳۵ھ ۔ ۹۶۵ء) کی کتاب الصحابۃ ، ابن عبدالبر النمری (م ۴۶۳ھ ۔ ۱۰۷۱ء) کی الاستیعاب جس میں تین ہزار پانچ سو چون صحابہ کے تراجم ھیں شمس الدین الذھبی (م ۷۴۸ھ ۔ ۱۳۴۸ء) کی تجرید اسماء الصحابۃ اور ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ ۔ ۱۴۴۹ء) کی الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ اس سلسلے کی اھم کتب ھیں۔

۶۴۔ مثلاً امام مسلم بن حجاج القشیری (م ۲۶۱ھ ۔ ۸۷۵ء) نے طبقات التابعین ، محمد بن حبان بستی (م ۳۵۴ھ ۔ ۹۶۵ء) نے کتاب التابعین اور محمد بن محمود ابن النجار (م ۶۴۳ھ ۔ ۱۲۴۵ء) نے جنۃ الناظرین فی معرفۃ التابعین لکھی۔

۶۵۔ مثلاً ابونصر احمد بن محمد الکلاباذی (م ۳۹۸ھ ۔ ۱۰۰۸ء) نے رجال بخاری پر ، ابوبکر احمد بن علی (م ۴۲۸ھ ۔ ۱۰۳۶ء) نے رجال مسلم پر ، عبدالغنی بن عبدالواحد الجماعیلی (م ۶۰۰ھ ۱۲۰۳ء) نے رجال صحاح ستہ پر مستقل کتابیں لکھیں۔

۶۶۔ علی بن عبداللہ بن جعفر مدینی (م ۲۲۴ھ ۔ ۸۳۹ء) نے الاسامی والکنی ، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ ۔ ۸۵۵ء) نے الاسماء والکنی ، مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ ۔ ۸۷۵ء) نے کتاب الکنی والاسماء ، حاکم نیشاپوری (م ۳۷۸ھ ۹۸۸ء) نے الاسماء والکنی لکھیں۔

۶۷۔ مثلاً ابومحمد عبدالغنی بن سعید اسدی (م ۴۰۹ھ ۔ ۱۰۱۸ء) کی المؤتلف والمختلف فی اسماء نقلۃ الحدیث اور ابن ماکولا ابونصیر ملی بن ھبۃ اللہ (م ۴۸۶ھ ۱۰۹۳ء) کی الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والانساب۔

۶۸۔ سخاؤ نے لیڈن سے ۱۹۰۳ ۔ ۱۹۰۷ میں شائع کی (بارہ جلدوں میں) بعد میں لیڈن ، مصر اور بیروت سے ۸ جلدوں میں شائع ہوئی۔

۶۹۔ تہذیب التہذیب ، ۹ : ۱۸۲

۷۰۔ مخطوطہ الظاھریہ میں ہے۔ مخطوطات الظاھریۃ ، ۱۹۹ ۔ ۲۰۱

۷۱۔ تہذیب التہذیب ، ۳ : ۱۶۰ ؛ تذکرۃ الحفاظ ، ۲ : ۲۱

۷۲۔ تذکرۃ الحفاظ ، ۲ : ۱۵۰ ؛ تاریخ بغداد ، ۱۳ : ۱۰۰ ؛ خلکان ، ۵ : ۱۹۴ ؛ مخطوطہ دریافت نہیں ہو سکا۔

۷۳۔ بروکلمن نے کتاب کا نام ,, الطبقات فی الاسماء المفردۃ من اسماء العلماء و اصحاب الحدیث "

لکھا ہے۔ G. A. L. S. ۱ : ۹۶۹ الزرکلی نے الاسماء المفردة فی اسماء بعض الصحابة والتابعین واصحاب الحدیث وبلادهم ومن روی عنهم نقل کیا ہے۔ الاعلام ، ۱:۲۵۱؛مخطوطه الظاهریه میں ہے۔ مخطوطات الظاهرية ،۲۰۳

۷۴ـ معجم البلدان ، ۲: ۱۱۸

۷۵ـ شذرات الذهب ، ۲:۲۳۳ ؛ تذکرة الحفاظ ، ۲:۲۸۱ ؛ تاریخ دمشق ، ۲ : ۱۰۷

۷۶ـ تذکرة الحفاظ ، ۲ : ۲۲۶ ؛ مخطوطه الظاهرية میں ہے۔ مخطوطات الظاهرية ، ۱۶۹

۷۷ـ G. A. L. S. 1 : 606

۷۸ـ اللباب ، ۱ :۱۲۲ ؛ تذکرة الحفاظ ، ۱۳ : ۱۶ ؛ لسان المیزان ، ۵ : ۱۱۲ ؛ مرآة الجنان ، ۲:۳۵۷

۷۹ـ خلکان ، ۱ : ۹۱ ـ ۲ ؛ میزان الاعتدال ، ۱ : ۵۲ ؛ طبقات الشافعیه ، ۳ : ۷

۸۰ـ دائرة المعارف حیدرآباد دکن سے مکرر طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔

۸۱ـ تذکرة الحفاظ ، ۱ : ۹۱ ، ۳۳۳ ، ۳۳۸ ، ۲ : ۷۶۴

۸۲ـ لحظ الالحاظ ، ۱۵۰ ؛ ذیل طبقات الحفاظ للسیوطی ، ۳۶۴ ؛ الدررالکامنة ، ۴ : ۶۱

۸۳ـ البدر الطالع ، ۲ : ۲۵۹ ؛ مقدمه ذیل تذکرة الحفاظ ، ۲

۸۴ـ طبع گوتھا ۱۸۳۳

۸۵ـ الکواکب السائرة ، ۱ : ۲۲۶ ؛ مقدمه مجموعه تذکرة الحفاظ

تذکرة الحفاظ کے مذکوره بالا تینوں ذیول (نمبر ۹ ، ۱۰ ، ۱۲) مجموعة تذکرة الحفاظ کے نام سے محدث کوثری کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ مطبع التوفیق دمشق سے ۱۳۴۷ ھ میں شائع ہوئے۔

۸۶ـ مشهور فقہی مسالک کے ائمه کا عہد : ابوحنیفه (۸۰ ـ ۱۵۰ ھ ـ ۶۹۹ ـ ۷۶۷ء) مالک (۹۳ ـ ۱۷۹ ھ ـ ۷۱۲ ـ ۷۹۵ء) شافعی ((۱۵۰ ـ ۲۰۴ ـ ۷۶۷ ـ ۸۱۹ء) احمد بن حنبل (۱۶۴ ـ ۲۴۱ ھ ـ ۷۸۰ ـ ۸۵۵ء) داؤد الظاهری (۲۰۱ ـ ۲۷۰ ھ ـ ۸۱۶ ـ ۸۸۴ء) جعفر الصادق (۸۰ ـ ۱۴۸ ـ ۶۹۹ ـ ۷۶۵ء)

۸۸ـ الفهرست ، ۱۱۲ ؛ خلکان ، ۶ : ۱۰۶ ؛ لسان المیزان ، ۶ : ۲۰۹ ـ ۱۱ ؛ البدایه ، ۱۰ : ۲۶۱ ؛ مرآة الجنان ، ۲ : ۳۲ ـ ۴

۸۹ـ الفرضی ، ۱ : ۳۱۲ ـ ۵ ؛ الحمیدی ، ۲۶۳ ـ ۴ ؛ الضبی ، ۳۶۴ ـ ۶ ؛ انباه الرواة ، ۲ : ۳۰۶ ـ ۷ ؛ الدیباج ، ۱۵۴ ـ ۶

۹۰ـ الضبی ، عدد ۱۰۱ ؛ مذکوره تینوں کتابیں مفقود ہو گئیں۔

۹۱ـ طبقات الشافعية ، ۳ : ۸۸ ؛ خلکان ، ۱ : ۲۹ ؛ اللباب ، ۲ : ۲۳۲ ؛ بغداد سے ۱۳۵۶ ھ میں شائع ہوئی۔

۹۲ـ الجواهر المضية ، ۱ : ۳۵۴ ؛ الاعلام ، ۵ : ۲۷۱

۹۳ ـ الديباج ، ۱۲۰

۹۴ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۸ ؛ هدیة العارفین ، ۱ : ٦۳۷

۹۵ ـ یتیمة الدهر ، ۴ : ۳۱۱ ؛ اللباب ، ۲ : ۱۵۱ ؛ طبقات الشافعیة ، ۱ : ۱۱۴

۹٦ ـ خلکان ، ۲ : ۳۳۵ ؛ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۸ ؛ ابوعمرو ابن الصلاح نے اس کا ایک انتخاب تیار کیا تھا ـ ایضاً ـ

۹۷ ـ طبقات الشافعیة ، ۱ : ۱۱۴

۹۸ ـ خلکان ، ۴ : ۲۱۴ ؛ طبقات الشافعیة ۱ : ۱۱۴ ؛ خلیفه ، ۱۱۰۰ ؛ لیڈن سے ۱۹٦۴ء میں شائع ہوئی ـ

۹۹ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۸

۱۰۰ ـ ایضاً ؛ ارشاد الاریب ، ۵ : ۲۰۸ ـ ۱۸ ؛ الذریعة ، ۴ : ۱۳۹ ؛ ۷ : ۱۱۳ ؛ هدیة العارفین ، ۱ : ٦۹۹

۱۰۱ ـ طبقات الشافعیة ، ۱ : ۱۱۴ ؛ خلیفه ، ۱۱۰۰ ـ ۱ ؛ ابن الصلاح کی کتاب کا مخطوطه ؛ مکتبه کلیة الآداب ، بغداد رقم ۱۲۸۹ ـ

۱۰۲ ـ ایضاً ؛ الاعـلان بالتوبیخ ، ۹۸ ؛ بغداد سے ۱۹۷۱ میں شائع ہوئی ـ

۱۰۳ ـ چھ جلدوں میں مصر سے ۱۹٦۴ء میں طبع ہوئی ـ

۱۰۴ ـ مخطوطه مکتبه العربیة دمشق میں ہے ـ

۱۰۵ ـ ایک مخطوطه زرکلی کے پاس تھا ، الاعلام ، ۱۰ : ۳۲۲

۱۰٦ ـ طبقات الشافعیة ، ۱ : ۱۰۹

۱۰۷ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۸

۱۰۸ ـ اس کے مخطوطات ، برلن ، برٹش میوزیم اور دارالکتب المصریه میں ہیں ، تاریخ آداب اللغة العربیة ، ۳ : ۲۰۴

۱۰۹ ـ خلیفه' ۱۱۰

۱۱۰ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۹۸ ؛ خلیفه ، ۱۱۰۲

۱۱۱ ـ المکتبة العربیة بغداد سے ۱۳۵٦ ء میں طبع ہوئی ـ

۱۱۲ ـ دیکھیے : طبقات الفقهاء للشیرازی

۱۱۳ ـ السخاوی ، ۱۰۰

۱۱۴ ـ حیدرآباد دکن سے ۱۳۳۲ هـ میں طبع ہوئی ـ

۱۱۵ ـ الجواهر المضیة ، ۱ : ۳

۱۱٦ ـ القرشی (الجواهر المضیة ۱ : ۸۱) نے اس کا نام احمد بن علی لکھا ہے لیکن عبدالحی لکھنوی (الفوائد البهیة ، ۱۰) کے مطابق ابراهیم بن علی درست ہے ـ

۱۱۷ ـ الدرر الکامنة ، ۱ : ۴۳ ؛ النجوم الزاهرة ، ۱۰ : ۳۲٦ ؛ مصر سے ۱۳۱۰ هـ میں طبع ہوئی ـ

۱۱۸ ـ خلیفه (ص ۱۰۹۸) لکھتا ہے که اس کتاب کی پہلی اور تیسری جلدمیری نظر سے گذری ہیں ـ

۱۱۹ ـ الشقائق النعمانية ، ۱ : ۳۲ ؛ البدر الطالع ، ۲ : ۲۸۰ ؛ اس کا مخطوطہ مدینہ منورہ اور مکتبہ تیمور میں ہے ۔ G. A. L. S. 2 : 236.

۱۲۰ ـ مقدمة طبقات النحاة واللغويين ، ۹

۱۲۱ ـ التبر المسبوک ، ۳۷۵ ؛ الضوء اللامع ، ۱۰ : ۱۳۱ ـ ۵ ؛ خطط مبارک ، ٦ : ۱۰ ؛ الجواهر المضية ، ۲ : ١٦٥

۱۲۲ ـ بغداد سے ۱۹٦۲ میں شائع ہوا ۔

۱۲۳ ـ خلیفه ، ۱۰۹۸

۱۲۴ ـ مطبعة نینوی موصل سے ۱۹۵۴ میں شائع ہوا ۔

۱۲۵ ـ وفیات الاعیان کے حاشیہ پر مصر میں ۱۳۱۰ ھ میں طبع ہوئی ۔

۱۲٦ ـ خلیفه ، ۱۰۹۸

۱۲۷ ـ ایضاً ۱۰۹۹ ؛ خلاصة الاثر ، ۴۷۹

۱۲۸ ـ ابن کمال پاشا کی طبقات الحنفية کا مخطوطہ برلن ۹۹۴۳ ـ ۵ پر ہے ۔ G. A. .L. S. 2 : 272.

۱۲۹ ـ مصر سے ۱۳۲۳ ھ میں شائع ہوئی ـ ١٥٦ ۔

۱۳۰ ـ ابن ابار ، المعجم ۲۹۳ ؛ قلائد العقیان ، ۲۲۲ ؛ ازهار الریاض ، ۱ : ۲۳ ؛ جذوة الاقتباس ، ۲۷۷ ؛ قضاة الاندلس ، ۱۰۱ ؛ المطبعة الشمال الافریقی رباط سے ۱۹٦۵ میں طبع ہوئی ۔

۱۳۱ ـ المدارک ، ٦ ؛ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۰

۱۳۲ ـ الجزائر سے ۱۹۱۴ میں شائع ہوئی ۔

۱۳۳ ـ دیکھیے اوپر ص ، ۱۸

۱۳۴ ـ قاضی عیاض نے ان کی تالیفات کے نام نہیں بتائے اور ان میں سے کسی کی متعلقہ تالیف هم تک نہیں پہنچ سکی ۔ المدارک ، ۹ ـ ۱۲

۱۳۵ ـ الفکر الاندلسی ، ۲٦٦

۱۳٦ ـ التکملة ، ۳۳۷ ؛ غاية النهاية ، ۲ : ۳۹۷ ؛ شذرات الذهب ، ۳ : ۲۵۴

۱۳۷ ـ مصر سے ۱۳۲۹ اور ۱۳۵۱ میں طبع ہوئی ۔

۱۳۸ ـ الدیباج المذهب کے حاشیہ پر مصر سے ۱۳۲۹ میں شائع ہوئی ۔

۱۳۹ ـ طبقات الحنابله ، ۳۹۷ ؛ ابن رجب ، ۱ : ۴۱

۱۴۰ ـ قاهرة سے ۱۹۵۲ میں شائع ہوئی ۔

۱۴۱ ـ طبقات الحنابله ، ۲۰

۱۴۲ ـ مقدمة الذیل لابن رجب ؛ شذرات الذهب ، ٦ : ۳۳۹ ؛ النعیمی ، الدارس ، ۲ : ٦۷

۱۴۳ ـ مطبعة الاعتزال دمشق سے ۱۳۵۰ میں طبع ہوئی ۔

۱۴۴ ـ النعیمی ، الدارس ، ۲ : ۴۷ ؛ القلائد الجواهرية ، ۱٦۱

۱۴٦ ـ حسین مؤنس نے قاهره سے ۱۹۵۱ میں شائع کی ۔

۱۴۷ ـ ریاض النفوس ، ۴۱ ـ ٦۳

۱۴۸ ـ فؤاد سید نے قاہرہ سے ۱۹۵۷ میں شائع کی ـ
۱۴۹ ـ الفکر الاندلسی ، ۲٦٦ ـ ۷ ، ۲۷۳
۱۵۰ ـ خلکان ، ۵ : ۲۳۵ ؛ خلیفه ، ۲۹ ، ۱۳۵۱
۱۵۱ ـ تین جلدوں میں قاہرہ سے ۱۳٦٦ ـ ۹ میں شائع ہوئی ـ
۱۵۲ ـ بیروت سے ۱۹۰۸ میں شائع ہوئی ـ
۱۵۳ ـ خلکان ، ۲ : ۹۱ ؛ البدایة ، ۱۱ : ۳۲۱ ؛ ابن الوردی ، ۱ : ۳۵۱ ؛ لسان المیزان ، ۲ : ۱۹۱
۱۵۴ ـ الصفدی ، ۱ : ۵۲ ؛ السخاوی ، الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۵
۱۵۵ ـ ایضاً
۱۵٦ الفرضی ۱۰ : ۳۰۳ ؛ تذکرة الحفاظ ، ۳ : ۱۹٦ ؛ الجزائر سے ۱۹۱۳ میں طبع ہوئی ـ
۱۵۷ ـ الدیباج المذہب ، ۱۱۳
۱۵۸ ـ البدایة ، ۱۳ : ۲۷۰ ؛ الصفدی ، ۱ : ۵۲
۱۵۹ ـ خلیفه ، ۱۰۹۹
۱٦۰ ـ المطبعة الامیریة قاہرہ میں ۱۹۵۷ میں طبع ہوئی ـ
۱٦۱ ـ الدارالمصریة للتالیف والترجمة مصر سے طبع ہوئی ـ تاریخ طباعت ندارد
۱٦۲ ـ المجمع العلمی العربی دمشق نے 1956 میں شائع کی ـ
۱٦۳ ـ دارالکاتب المصری قاہرہ سے ۱۹۴۸ میں شائع ہوئی ـ
۱٦۴ ـ دائرہ ، ۱۲ : ۳۰٦ ـ ۸
۱٦۵ ـ الصفدی ، ۱ : ۵۳
۱٦٦ ـ طبقات الحنابله ، ۲٦۱ ؛ البدایة ، ۱۱ : ۲۱۹ ؛ تاریخ بغداد ، ۳ : ٦۹
۱٦۷ ـ الفہرست ، ۳۱
۱٦۸ ـ النجوم الزاہرة ، ۵ : ۵۳ ؛ المقری ، ۱ : ۲۹۲ ؛ الصلة ، ۳۹۸ ؛ بغیة الملتمس ، ۳۹۹ ؛ ۱۹۷ : ۱ ؛ G. A. L. 1 : 516 ; S,
۱٦۹ ـ باطرقان اصبہان کا ایک گاؤں ہے ـ باطرقانی اس کی طرف منسوب ہے ـ
۱۷۰ ـ غایة النہایة ، ۱ : ۹٦ ؛ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۲
۱۷۱ ـ النشر ، ۱ : ۳۵ ، ٦۷ ؛ غایة النہایة ، ۱ : ۳۰۱ ؛ طبقات الشافعیة ، ۳ : ۲۳۳ ؛ G. A. L. 1 : 518
۱۷۲ ـ ترکی سے ۱۹۱۲ ـ ۱۹۱۳ ء میں طبع ہوئی ـ
۱۷۳ ـ الدرر الکامنة ، ۱ : ۱۷۳ ؛ الجواہر المضیه ، ۱ : ۵۷ ؛ المکتبة الازہرية ، ۱ : ۳۴۷ ؛ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۲
۱۷۴ ـ خلیفه ، ۱۱۰۵
۱۷۵ ـ الدرر الکامنه ، ۲ : ۲۸۳ ؛ لحظ الالحاظ ، ۱۳۳
۱۷٦ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۲
۱۷۷ ـ مصر سے ۱۳۵۱ ھ میں دو جلدوں میں طبقات القراء کے نام سے شائع ہوئی ـ سخاوی (ص ۱۰۲) نے اس پر بہت بڑا ذیل لکھا تھا ـ

۱۷۸ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۲

۱۷۹ ـ خلیفه ، ۱۱۰٦ ؛ ذیل طبقات الحفاظ ، ۱۹۷ ، ۳٦۹ ؛ الضؤ اللامع ، ٦ : ۱۰۰

۱۸۰ ـ طهران سے ۱۹٦۰ میں شائع ہوئی ۔

۱۸۱ ـ طبقات المفسرین ، ۲

۱۸۲ ـ خلیفه ، ۱۱۰٦ ؛ شذرات الذهب ، ۸ : ۲٦۳ ؛ مخطوطه : فهرست الکتب خانه ، ۵ : ۸۱ ، اداره تحقیقات اسلامی اسلام آباد میں فلم موجود ہے ۔

۱۸۳ ـ خلیفه ، ۱۱۰٦ ؛ کحاله ، ۵ : ۲۵

۱۸۴ ـ بغیة ، ۱۱٦ ؛ نزهة الالباء ، ۲۷۹ ؛ طبقات النحویین ، ۱۰۸ ـ ۲۰ ؛ سمط اللالی ، ۱ : ۳۳۰ ؛ السیرافی ، ۹٦

۱۸۵ ـ بغیة ، ۱۵۷ ؛ نزهة الالباء ، ۲۰۱ ؛ انباه الرواة ، ۱ : ۱۰۱ ؛ ارشاد الاریب ، ۳ : ۲۴۳ ؛ روضات الجنات ، ٦۰ ؛ خلکان ۱ : ۹۹

۱۸٦ ـ بغیة ، ۲۷۹ ؛ الفهرست ، ٦۹ ؛ مخطوطه : شهید علی پاشا رقم ۱۸۳۲ . G. A. L. 1 : 113

۱۸۷ ـ بغیة ، ۳۱۷ ؛ مکتبه النهضة مصر سے شائع ہوئی ـ تاریخ ندارد ـ

۱۸۸ ـ انباه الرواة ، ۱ : ۳۱۳ ؛ تاریخ بغداد ، ۷ : ۳۳۱ ؛ الجواهر المضیة ، ۱ : ۱۹٦ ؛ بیروت سے ۱۹۳٦ میں شائع ہوئی ـ

۱۸۹ ـ بغیة ، ۳۳ ؛ بغیة الملتمس ، ۵٦ ؛ ابن الفرضی ، نمبر ۱۲۵۵ ؛ المغرب فی حلی المغرب ۱ : ۲۵ ؛ مصر سے ۱۹۵۳ میں شائع ہوئی ـ

۱۹۰ ـ الفهرست ، ۱۳۷ ؛ میزان الاعتدال ، ۳ : ۱۱۳ ؛ لسان المیزان ، ۵ : ۳۲٦ ؛ تاریخ بغداد ، ۳ : ۱۳۵

۱۹۱ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۲

۱۹۲ ـ بغیة ، ۳۹٦ ؛ ارشاد الاریب ، ۷ : ۱۷۱ ؛ النجوم الزاهرة ، ۵ : ۵۲ ؛ میزان الاعتدال ، ۳ : ۱۹۳ ؛ ذہبی نے غلطی سے اس نام کے دو شخصوں کو جن میں سے ایک معتزلی شیعه تھا اور دوسرا حنفی نحوی ایک بنا دیا ہے اور لکھا ہے المفضل بن محمد بن مسعر الحنفی ، معتزلی ، شیعی لیکن الجواهر المضیه (۲ : ۱۷۹) نمبر ۵۳۸ ، ۵۳۹ پر انہیں الگ الگ ذکر کیا گیا ہے ـ

۱۹۳ ـ ذہبی نے اس کا اختصار لکھا تھا ـ خلیفه ، ۸ ۱۱۰ ؛ دارالکتب المصریه سے ۱۳٦۹ ـ ۷۲ میں تین اجزاء میں شائع ہوئی ـ

۱۹۴ ـ شذرات ٦ : ۱۳۸ ؛ الدرر الکامنة ، ۲ : ۳۱۵ ؛

۱۹۵ ـ الدرر الکامنه ، ۲ : ۸۲ ؛ طبقات الشافعیة ، ٦ : ۹۴ ؛ آداب اللغة ، ۳ : ۱٦۱

۱۹٦ ـ خلیفه ، ۵۹۹ ؛ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۳

۱۹۷ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۳

۱۹۸ ـ البدر الطالع ، ۲ : ۲۸۰ ؛ الضوء اللامع ، ۱۰ : ۹۷ ؛ بغیة ، ۱۱۷ ؛ العقود اللؤلؤیة ، ۲ : ۲٦۳ ، ۲۷۸ ، ۲۹۷ ؛ ازهار الریاض ، ۳ : ۳۸ ـ ۵۳ ؛ مخطوطه : برلن نمبر ۱ ـ ۱۰۰٦۰ . G. A. L. 2 : 181.

۱۹۹ ـ مطبعة النعمان النجف الاشرف سے ۱۹۶۳ ـ ۴ میں شائع ہوئی ـ

۲۰۰ ـ الکواکب السائرہ ، ۱ : ۲۲۶ ؛ شذرات ، ۸ : ۵۱ ؛ ابن ایاس ، ۳ : ۸۳ ؛ الضوء اللامع ، ۳ : ۶۵ ؛ حسن المحاضرة ، ۱ : ۱۸۸ ؛ مصر میں ۱۳۲۶ ھ میں طبع ہوئی ـ

۲۰۱ ـ خلیفه ، ۱۱۰۲ ـ ۳

۲۰۲ ـ الفہرست ، ۵۶

۲۰۳ ـ لیڈن سے ۱۹۱۳ میں شائع ہوئی پھر محمود محمد شاکر نے شرح و حواشی کے ساتھ طبقات فحول الشعراء کے نام سے مصر سے ۱۹۵۲ء میں شائع کی ـ

۲۰۴ ـ الفہرست ، ۱۲۳

۲۰۵ ـ دائرہ ، ۱۲ : ۳۰۷ ـ ۸

۲۰۶ ـ الشعر و الشعراء ، ۳۵۰ ؛ لسان المیزان ، ۲ : ۳۳۰

۲۰۷ ـ بغیة الوعاة ، ۲۹ ؛ ارشاد الاریب ، ۶ : ۳۷۳ ، تاریخ بغداد ، ۲ : ۲۷۷

۲۰۸ ـ احمد محمد شاکر نے مصر سے ۱۳۶۴ ھ میں شائع کی ـ

۲۰۹ ـ خلیفه ، ۲۷ ؛ ہدیه ، ۲ : ۵۰۳

۲۱۰ ـ خلکان ، ۶ : ۸۷ ـ ۹ ؛ خلکان نے غلطی سے اس کی وفات ۲۰۸ ھ درج کی ہے ـ

۲۱۱ ـ دارالمعارف مصر سے ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی ـ

۲۱۲ ـ فوات ، ۲ : ۲۰۲ ؛ الصفدی ، ۳ : ۶۱ ؛ G. A. L. S. 1 : 224.

۲۱۳ ـ ارشاد الاریب ، ۷ : ۱۰۵ ؛ النجوم الزاهرة ، ۳ : ۲۰۳ ؛ اللباب ، ۳ : ۱۰۸

۲۱۴ ـ قاہرہ سے ۱۳۷۵ ـ ۱۳۷۷ میں شائع ہوئی ـ

۲۱۵ ـ محمد راغب الطباخ نے حلب سے ۱۹۳۰ میں شائع کی ـ

۲۱۶ ـ ارشاد الاریب ، ۵ : ۲۰۸ ـ ۲۱۸ ؛ الذریعه ، ۳ : ۱۳۹ ؛ ہدیة ، ۱ : ۶۹۹

۲۱۷ ـ مخطوطه : اسعد آفندی ، ۲۳۲۳ ـ ۲۳۳۰

۲۱۸ ـ خلکان ، ۲ : ۳۶۶ ـ ۸

۲۱۹ ـ قسم شعراء مصر قاہرہ سے ۱۹۵۱ء میں ، قسم شعراء الشام دمشق سے ۱۹۵۵ء میں اور قسم شعراء العراق بغداد سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی ـ

۲۲۰ ـ جذوة المقتبس ، ۲۸۶ ؛ بغیة الملتمس ، ۳۹۹ ؛ ارشاد الاریب ، ۵ : ۳۲

۲۲۱ ـ المقری ، ۱ : ۳۷۷ ؛ اصیبعه ، ۵۱۳

۲۲۲ ـ پیرس سے ۱۲۷۷ ھ میں پھر قاہرہ سے ۱۲۸۳ ھ میں طبع ہوئی ـ

۲۲۳ ـ قاہرہ میں ۱۳۵۸ ـ ۱۳۶۴ ھ میں طبع ہوئی ـ

۲۲۴ ـ مصر سے ۱۹۰۷ ـ ۱۹۲۵ میں شائع ہوئی ـ

۲۲۵ ـ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۳

۲۲۶ ـ المقری ، نفح الطیب ، بامداد اشاریه

۲۲۷ ـ ایضاً : الدرر الکامنه ، ۳ : ۳۶۹ ـ ۳۷۴

۲۲۸ ـ قاہرہ سے ۱۳۱۹ ھ میں طبع ہوئی ـ

۲۲۹ ـ طبقات الشافعیه ، ۲ : ۲۱ ؛ لسان المیزان ، ۵ : ۳۰۸ ؛ المستطرفه ، ۴۳

۲۳۰ ـ معالم الایمان ، ۳ :۳۲ ؛تذکرة الحفاظ ، ۳ : ۹۹ ؛ الدیباج المذهب ، ۲۵۰

۲۳۱ ـ الخشنی ، ۲۲٦ ـ ۷

۲۳۲ ـ خلیفه ، ۱۱۰۸

۲۳۳ ـ اعلان بالتوبیخ ، ۱۰۵

۲۳۴ ـ المستطرفه ، ۴۱ ؛ میزان الاعتدال ، ۳ : ۴٦ ؛ اللباب ، ۱ : ۵۵۴ ؛ تاریخ بغداد ، ۲ : ۲۴۸

۲۳۵ ـ میزان الاعتدال ، ۳ : ۳٦

۲۳٦ ـ فهرسة ابن خیر ، ۲۹۵ ؛ المنتظم ، ۸ : ۱۴ ؛ مخطوطه : مخطوطات الظاهرية ، ۲۸۱

۲۳۷ ـ میزان الاعتدال ، ۱ : ۵۲ ؛ طبقات الشافعیة ، ۳ : ۷ ؛ المستطرفة ، ۱۴۰

۲۳۸ ـ مطبعة السعادة مصر سے ۱۹۳۲ میں شائع ہوئی ۔

۲۳۹ ـ ذیل الروضتین ، ۲۱ ؛ البدایة ، ۱۳ : ۲۸ ؛ خلکان ، ۳ : ۱۴۰

۲۴۰ ـ صفة الصفوة ، ۱ : ۲ ـ ۵

۲۴۱ ـ مصر سے ۱۹۵۱ میں طبع ہوئی ۔ G. A. L. S. 1 : 607

۲۴۲ ـ بغیة ، ۳۸۵ ؛ الکامل ، ۱۲ : ۱۱۳ ؛ ارشاد الاریب ، ٦ : ۲۳۸ ؛ مخطوطه : لیڈن ، ۱۰۹۰

۲۴۳ ـ مرأة الزمان ، ۸ : ۷۰۰ ؛ شذرات ، ۵ : ۱٦۴ ؛ ذیل الروضتین ، ۱٦۴ ؛ القلائد الجوهرية ، ۱۵۸

۲۴۴ ـ بغیة الملتمس ، ۳۸۰ ؛ التکملة ، ۷۰۳

۲۴۵ ـ خطط مبارک ، ۴ : ۱۰۵ ؛ مخطوطه : خزائن الاوقات ، ۲۲۸

۲۴٦ ـ الضوء اللامع ، ۱ : ۲۱۴ ؛ معجم المطبوعات ، ۱۱۱۴ ؛ مصر سے ۱۳۲۱ ھ میں طبع ہوئی ۔

۲۴۷ ـ ابن الندیم ، الفهرست ، ۳۱۴ ـ ۴

۲۴۸ ـ تاریخ مختصر الدول ، ۱۳۲

۲۴۹ ـ فؤاد سید ، مقدمه طبقات ابن جلجل ، کد

۲۵۰ ـ عبدالرحمان بدوی ، التراث الیونانی ، ۳۹

۲۵۱ ـ هدیة العارفین ، ۲ : ۵۴۹

۲۵۲ ـ ابن ابی اصیبعه اور ابن ابن القفطی نے اس کتاب سے بکثرت اقتباسات لیے ہیں ، دیکھیے عنوان الانباء ، ۱۸۴ ـ ۹۰ ، ۱۹۸ ، ۲۰۱ ـ ۲۳۲

۲۵۳ ـ فؤاد سید نے ایڈٹ کرکے طویل مقدمه اور مفید حواشی کے ساتھ قاہرہ سے ۱۹۵۵ میں شائع کی ۔

۲۵۵ ـ اس کتاب کا اصل نسخه دست یاب نہیں ہوا البته اس کے دو منتخبات مختصر صوان الحکمة کے نام سے موجود ہیں ۔

۲۵٦ ـ مولوی محمد شفیع نے ایڈٹ کرکے ۱۳۵۱ ھ میں دانش گاہ پنجاب سے شائع کی ۔

۲۵۷ ـ یه کتاب ضائع ہو گئی ۔

۲۵۸ ـ قاہرہ سے شائع ہوئی ۔ تاریخ طباعت ندارد ۔

۲۵۹ ـ یه کتاب عربی میں طبع نہیں ہوئی البته اس کے لاطینی ، فرانسیسی اور انگریزی تراجم

موجود ھیں ۔

۲۶۰ ۔ ملر نے لیپزگ سے شائع کی ہے ۔

۲۶۱ ۔ نزار رضا کی تحقیق سے بیروت سے ۱۹۶۵ ء میں شائع ہوئی ۔

۲۶۲ ۔ قاھرہ سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ۔

۲۶۳ ۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس کا دوسرا حصہ تعلیقات و حواشی کے ساتھ ایڈٹ کرکے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ۔

۲۶۴ ۔ اھم تالیفات کے اجمالی تعارف کے لیے : الاعلان بالتوبیخ ، ۹۳ ۔ ۷

۲۶۵ ۔ الاعلان بالتوبیخ ، ۱۰۷ ؛ خلیفہ ، ۱۱۰۷

۲۶۶ ۔ خلکان ، ۵ : ۲۳۵

۲۶۷ ۔ خلیفہ ، ۱۱۰۶

۲۶۸ ۔ خلیفہ ، ۱۱۰۶

۲۶۹ ۔ ایضاً ۱۱۰۶ ۔ ۷

۲۷۰ ۔ الاعلام ، ۱۰ : ۳۲۳ ؛ زرکلی کے پاس اس کا ۱۱۹۶ ھ ۱۷۸۲ ء کا لکھا ہوا مخطوطہ موجود تھا ۔

۲۷۱ ۔ دیکھیے : ظہور احمد اظہر ، اندلس کا رازی خانوادہ مؤرخین ، فکرونظر ، ۹ : ۴۹۷ ۔ ۶۲

۲۷۲ ۔ بشکوال ، ۲۳۶ ؛ بغیة الملتمس ، نمبر ۸۸۸ ؛ المقری ، ۲ : ۱۲۹ ۔ ۱۳۱ ؛ المغرب فی حلی المغرب ، ۱ : ۱۰۳

۲۷۳ ۔ المقری ، ۲ : ۱۲۹ ؛ یہ کتاب ضائع ہو گئی ۔

۲۷۴ ۔ ساتویں اور آٹھویں جلد مکتبہ عربیہ اسبانیہ میں محفوظ تھیں وھاں سے کودیرا نے ۹۲ ۔ ۱۸۹۱ء میں شائع کیں بعد میں مصر سے ۱۹۵۴ میں طبع ہوئی ۔

۲۷۵ ۔ الفرضی ، ۱ : ۹

۲۷۶ ۔ ایضاً ،

۲۷۷ ۔ بغیة ، ۹۷

۲۷۸ ۔ المقری ، مواضع متعددہ بامداد اشاریہ

۲۷۹ ۔ ایضاً ؛ مقدمة المغرب فی حلی المغرب .

۲۸۰ ۔ خلکان ، ۲ : ۲۳۰ ؛ الدیباج المذھب ، ۱۱۴

۲۸۱ ۔ التکملہ ، ۱ : ۳۰۴ ۔ ۵

۲۸۲ ۔ صلة الصلة لیفی بروفنسال نے ۱۹۳۸ میں شائع کی ۔

۲۸۳ ۔ الفکر الاندلسی ، ۲۷۶ ؛ نیز محمد بن محمد بن عبدالمالک نے الذیل والتکملہ لکتابی الموصول والصلة لکھی جو اب طبع ہو رہی ہے ۔

۲۸۴ ۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون (ص ۱۷۹۲) میں لکھا ہے کہ الحمیدی نے ابن حیان (م ۴۶۹ ھ ۔ ۱۰۷۰ ء) کی تالیف المقتبس کی تلخیص لکھی ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیوں کہ الحمیدی کی کتاب معجم ابجدی کے اعتبار سے ، ولاة اندلس کے حالات پر ہے جو المقتبس سے مختلف انداز کی کتاب ہے ۔ الحمیدی نے یہ کتاب بغداد میں اپنی اقامت کے دوران لکھی جہاں

اسے اساسی مراجع میسر نہ تھے جس کی وجہ سے تراجم رجال اور تحدید تواریخ میں بکثرت اغلاط پائی جاتی ہیں۔ جذوۃ المقتبس قاہرہ سے ۱۹۵۲ میں شائع ہوئی۔

۲۸۵۔ کودیرا اور ریبرا نے ۱۸۸۵ میں شائع کی۔

۲۸۶۔ قاہرہ سے ۱۹۵۶ میں شائع ہوئی۔

۲۸۷۔ التکملہ، ۱ : ۳۰۶

۲۸۸۔ بحوالہ تاریخ الفکر الاندلسی، ۲۷۹

۲۸۹۔ ایضاً

۲۹۰۔ دارالثقافۃ بیروت سے طبع ہوئی۔

۲۹۱۔ خلکان، ۱ : ۲۰

۲۹۲۔ مرآۃ الجنان، ۳ : ۱۹۳

۲۹۳۔ الدرر الکامنۃ، ۳ : ۳۵۱؛ کرد علیؒ خطط، ۱ : ۷؛ بولاق سے ۱۲۸۳ ـ ۹۹ میں شائع ہوئی

۲۹۴۔ اب تک (۱۹۸۳ء) بیروت سے اس کی گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

۲۹۵۔ دائرہ، ۱۲ : ۱۲۲

۲۹۶۔ مخطوطے : برلن اور اسکوریال نمبر ۷۷۷

۲۹۷۔ دیکھیے : الدرر الکامنۃ، ۱ : ۳ ـ ۵

۲۹۸۔ پانچ اجزاء مصر سے ۱۳۶۷ ھ میں شائع ہوئے۔

۲۹۹۔ بیروت سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی۔

۳۰۰۔ المنجد، مقدمہ سیر اعلام النبلاء، ۴۷

۳۰۱۔ فوات الوفیات، ۲ : ۱۳۰؛ البدر الطالع، ۲ : ۵۱؛ تذکرۃ الحفاظ، ۴ : ۲۸۳؛ مجلۃ المجمع العلمی العربی، ۲ : ۵۱۹ ـ ۷

۳۰۲۔ حیدرآباد دکن سے ۱۹۴۵ ـ ۵۰ میں طبع ہوئی۔

۳۰۳۔ الدرر الکامنۃ، ۱ : ۳ ـ ۵

۳۰۴۔ قاہرہ سے ۱۳۵۳ ـ ۵۵ ھ میں شائع ہوئی۔

۳۰۵۔ ابن ایاس : تاریخ مصر، ۲ : ۳۲۱ ـ ۲؛ العید روس، النور السافر، ۱۶؛ البدر الطالع، ۲ : ۱۸۴؛ نظم العقیان، ۱۵۲؛ اورنٹیل کالج میگزین، مئی، ۱۹۳۸ : ۱ ـ ۲۳؛ شذرات الذہب ۸ : ۱۵؛ مصر سے ۱۳۵۳ ـ ۵۵ میں شائع ہوئی

۳۰۶۔ بیروت سے ۱۹۴۵ ـ ۴۹ میں شائع ہوئی۔

۳۰۷۔ بغداد میں ۱۹۳۳ میں طبع ہوئی۔

۳۰۸۔ مخطوطہ دارالکتب المصریہ میں ہے۔ Encyclopaedia of Islam 1 : 819 — 20

۳۰۹۔ خلاصۃ الاثر، ۲ : ۵۱؛ حدیقۃ الافراح، ۱۲۸ ـ ۹؛ ریحانہ الالباء، ۷ ـ ۲۲

۳۱۰۔ مصر سے ۱۲۸۴ میں شائع ہوئی۔

۳۱۱۔ فاس سے ۱۳۱۵ ھ میں شائع ہوئی۔

۳۱۲۔ مصر سے ۱۳۰۱ ھ میں شائع ہوئی۔

۳۱۳ ـ محمد بن محمد ابن الزباره نے البدر الطالع کا ملحق لکھا ـ البدر الطالع میں پانچ سو چھیانوے اور ملحق میں چار سو اکتالیس تراجم ہیں ـ یہ دونوں کتابیں یک جا مصر سے ۱۳۴۸ ھ میں شائع ہوئیں ـ

۳۱۴ ـ البدر الطالع ، ۱ : ۲ ـ ۳

۳۱۵ ـ مخطوطہ مصنف کے بیٹے محمد بہجہ البیطار کے پاس ہے ـ لمجمع العلمی العربی ، ۳ : ۵۰۳ ؛ المنار (مجلہ) ، ۲۱ : ۳۷ ـ ۴۳

۳۱۶ ـ مصر سے ۱۹۳۰ میں شائع ہوا ـ

۳۱۷ ـ مصر میں ۱۹۲۲ میں طبع ہوا ـ

۳۱۸ ـ حیدرآباد سے ۱۹۴۷ ء میں طبع ہوئی ـ

۳۱۹ ـ الاعلام قاہرہ اور بیروت سے متعدد بار (ہر مرتبہ اضافات کے ساتھ) طبع ہوئی اور معجم المؤلفین بیروت سے ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی ـ